SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, December 14, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirteen minutes past eleven in the morning with Mr. Deputy Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair

---

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الذین یلحدون فی ایتنا لا یخفون علینا افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی امناً یوم القیمة اعملوا ماشئتم انه بما تعملون بصیر O

ترجمہ: جو لوگ ہماری آیتوں میں کج راہی کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ بھلا جو شخص دوزخ میں ڈالا جانے وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن و امان سے آئے؛ (تو خیر) جو چاہو سو کر لو۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

(سورہ حم السجدہ)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی کمانڈر خلیل الرحمن صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب خلیل الرحمن۔ جناب چیئرمین صاحب میں نے کل ایک بڑا ہی اہم مسئلہ اٹھایا

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, December 14, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirteen minutes past eleven in the morning with Mr. Deputy Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الذین یلحدون فی ایتنا لا یخفون علینا افمن یلقی فی النارخیر ام من یاتی امناً یوم القیمة اعملوا ماشئتم انه بما تعملون بصیر O

ترجمہ: جو لوگ ہماری آیتوں میں کج راہی کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ بھلا جو شخص دوزخ میں ڈالا جانے وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن و امان سے آئے؛ (تو خیر) جو چاہو سو کرلو۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

(سورہ حم السجدہ)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی کمانڈر خلیل الرحمٰن صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب خلیل الرحمٰن۔ جناب چیئرمین صاحب میں نے کل ایک بڑا ہی اہم مسئلہ اٹھایا

تھا اور اس میں حکومت کا شکریہ ادا کیا تھا لیکن آج کے اخبارات سے کچھ ایسا تاثر ملتا ہے کہ ایسی بات نہیں ہے کیونکہ وزیر قانون نے---- (مائیک آن نہ ہونے کی وجہ سے آواز سنائی نہیں دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جی جناب اشتیاق اظہر صاحب۔

سید اشتیاق اظہر ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ ایک ہفتہ پہلے کراچی میں حسرت موہانی میموریل ہال اینڈ لائبریری میں فوج کے افراد ایک میجر سمیت گئے تھے اور انہوں نے لائبریری اور ہال کی باقاعدہ تلاشی لی تھی۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ مولانا حسرت موہانی پاکستان کی بانی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ کے چودھویں صدر تھے اور قائداعظم جن کی تصویر یہاں لگی ہوئی ہے انہوں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ مولانا حسرت موہانی نے میری جان بچائی ہے۔ مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ فوج کے آج کل جو سربراہ ہیں جنرل عبدالوحید وہ سردار عبدالرب نشتر مرحوم کے بھتیجے ہیں۔ سردار نشتر خود مولانا حسرت موہانی کے بڑے عقیدت مند تھے۔ ان کے اشعار پڑھتے تھے اور یہ ریکارڈ پر ہے کہ انہوں نے مولانا حسرت موہانی کو اپنی تقریروں میں کئی بار خراج عقیدت پیش کیا ہے اور یہ چیز میں خود جنرل وحید کے نوٹس میں لا چکا ہوں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ان کے ساتھ یہ سلوک ہوا ہے۔

اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سینیٹر زاہد اختر کے فارم پر فوج کے میجر گئے اور انہوں نے کہا کہ یہاں اسلحہ چھپایا گیا ہے۔ حالانکہ اس قسم کی تلاشی پہلے بھی لی جا چکی ہے۔ ان کے فارم کو کھود کھود کر بیڑا غرق کر دیا گیا تھا۔ اب اگر دوبارہ یہ ہونا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مسلح افواج کے جو افسران کراچی میں ہیں ان کا رویہ کچھ اور ہے اور اسلام آباد میں جو فوج کے سربراہان بیٹھے ہیں ان کا رویہ کچھ اور ہے۔ تو میں یہ بات انتہائی دکھ کے ساتھ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ صحیح ہے اشتیاق صاحب مگر اس پر آپ proper motion لائیے پھر اس پر بحث ہو جائے گی۔ فی الحال it is being ruled out جی۔ جناب اجمل خٹک صاحب۔

POINT OF ORDERS

i) Re: Production of Senators under arrest.

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب چیئرمین میں آپ کے ذریعے حکومت کی توجہ ان کے قول، ان کے عمل، ان کی نیت کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں، اگرچہ ہمارے پاس امید کے لئے کوئی پس منظر نہیں ہے کہ امید رکھیں۔ لیکن امید رکھتے ہیں کہ وہ گول مول بات کرنے کی بجائے واضح جواب دیں گے کیونکہ حکومتیں، اسمبلیاں اور ایوان گول مول جوابات سے، مبہم جوابات سے اور اگر ان کو صحیح لفظ استعمال کروں کہ +[****] جواب سے ---- واضح سوال یہ تھا کہ جس پر ہم مسلسل احتجاج کرتے رہے اور جو کسی ایک شخص، فرد کا مسئلہ نہیں تھا۔ جو ملک کے عوام کے اقتدار اعلیٰ کا مسئلہ تھا۔ جس کا اظہار ان ایوانوں کے ذریعے ہوتا ہے اور ان ایوانوں کے اسپیکر اور چیئرمین ان کے محافظ ہیں۔ ان بنیادوں پر ہم سمجھتے ہیں کہ اسپیکر اور چیئرمین کی رولنگ حتمی ہے، آخری ہے اور اقتدار اعلیٰ، ان ایوانوں اور پارلیمنٹوں کا صحیح احترام اور اس کا صحیح مظہر ہے اور اقتدار علیٰ اور ان پارلیمنٹوں کے ایوانوں کے، صحیح احترام کا مظہر ہے۔ ہوا یہ کہ اس ایوان کے اور ایوان زیریں کے کچھ ممبروں کو واضح قواعد و ضوابط اور آئین کی روح سے------ ہمارے یہاں کے چیئرمین اور وہاں کے سپیکر کی رولنگ کے مطابق ----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جام صاحب on point of order please، تشریف رکھیں مندوخیل صاحب، جی جناب جاری رکھیں۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ ہم یہ واضح طور پر معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کیا حکومت یہاں پر چیئرمین کی رولنگ کا احترام کرتی ہے یا نہیں؟ یہ واضح بات تھی، اس کا اظہار اس طرح ہو سکتا تھا کہ چوہدری شجاعت حسین کو گرفتار کیا گیا۔ اور یہاں پر ہمارے قواعد و ضوابط کے مطابق جو آئین کے تحت بنے ہیں، یہ رولنگ دی گئی کہ چوہدری شجاعت حسین کو سینیٹ میں آنا چاہیئے۔ حکومت کی طرف سے اس رولنگ کی تردید زبانی طور پر نہیں ہوتی رہی، اس کے معانی یہ ہیں کہ وہ رولنگ بجائے خود رولنگ ہے، قواعد و ضوابط اور آئین کے مطابق ہے۔ اس لئے اسکی تردید نہیں ہوئی، مگر عملاً، مسلسل اس کی تضحیک ہوتی رہی، اور کہا یہ جاتا رہا کہ چونکہ

+(بحکم جناب ڈپٹی چیئرمین لفظ| ***] حذف کیا گیا)

چوہدری صاحب یہاں ہیں ، سینیٹ میں آتے ہیں تو اس نئے سینیٹ مکمل ہے اور جب ایسا واقعہ پھر پیش آیا تو ہم بات کریں گے ۔ خیر ہوا ایسے کہ چوہدری صاحب کل پرسوںیعنی اس سے پہلے کی نشست میں یہاں تشریف لے آئے ، اس وقت یہ سوال ہمارے ذہنوں میں تھا اور اب بھی ہے کہ چوہدری صاحب ، ہمارے چیئرمین صاحب اور اس کرسی جس پر آپ تشریف فرما ہیں ، اس کی رولنگ کے مطابق سینیٹ میں آئے ہیں یا کسی اور کے حکم پر۔ اگر آپ ہمارے چیئرمین اور اس کرسی پر بیٹھی ہوئی شخصیت جو ہماری منتخب کردہ اور اس ایوان کی محافظ ہے ، اس کی رولنگ کے مطابق آپ تشریف لائے ہیں تو یہ صورت ہمیں منظور ہے ، تسلیم ہے ۔ اور اگر کسی اور طرح سے تشریف لائے ہیں ، حاضر ہوئے ہیں تو وہ ہم نہیں مانیں گے ۔ بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ آپ کے آنے کے بعد ہم نے ، چوہدری صاحب نے کچھ اور دوستوں نے بھی سوال اٹھایا لیکن چوہدری صاحب نے جو کچھ کہا وہ آپ کے سامنے ہے ۔آپ نے کہا کہ میں آیا ہوں ، میں نے نہ تو سینیٹ میں حاضری کے لئے عدالت کو درخواست دی ہے نہ عدالت کے فیصلے پر آیا ہوں ، آپ کے یہ کہنے پر اس طرف سے وزیر قانون کا خاموش رہنا ، اگرچہ ہم سمجھتے تھے کہ یہ خاموشی معنی دارد ، لیکن ہم نے ہاؤس کا اور چیئرمین کی رولنگ کا احترام کرتے ہوئے ان کی خاموشی کو جو چوہدری صاحب فرما رہے تھے ، اس کی تصدیق سمجھ کر ہم بیٹھے اور کارروائی میں حصہ لیا ۔ مگر اس کے بعد کیا ہوا۔ اس کے بعد اسی دن اخبارات کو اسی وزیر قانون نے یہ کہا کہ آپ سپیکر کی رولنگ کے تحت نہیں آئے ، ایک بات ، چیئرمین کی رولنگ کے تحت نہیں آئے ، دوسری بات ، قومی اسمبلی میں جب یہ بحث ہوئی اور سپیکر نے تین سوالات پوچھے وہ اخبارات میں ہیں ، آپ سب جانتے ہیں، میں اس بات کو دہرانا نہیں چاہتا ۔ تو پہلے سوال کا جواب کہ آیا چوہدری شجاعت حسین رولنگ کے تحت آئے ہیں یا نہیں۔ وہ اس سوال پر خاموش ہوگئے۔ اس کے تحت وزیر قانون نے پھر وہی کہا کہ نہیں وہ رولنگ کے تحت نہیں آئے وہ صاف واضح ہے اس کے بعد جناب والا صرف یہ نہیں کل ہمارے یہاں ہائی کورٹ میں فاضل جج صاحبان کے سامنے جو گفتگو ہوئی وہ بھی میں آپ کے سامنے رکھوں گا ، وہ یہ تھا کہ کل راولپنڈی ہائی کورٹ میں راجہ افراسیاب صاحب اور راجہ عزیز بھٹی صاحب کے سامنے یہ واقعہ ہوا جو میں [illegible] رہا ہوں ۔

Syed Iqbal Haider: I am just telling you the constitutional provision only constitutional point. I want that conduct of judges and the court can not be

discussed in the House.

جناب ڈپٹی چیئرمین - یہ صحیح ہے تقاضائے قانون یہی ہے - آپ اسے اپنے الفاظ میں کہہ دیجئیے گا ' اس کو چھوڑ دیں جس دن باقی چیزیں آپ نے کہہ دی ہیں اسی طرح اپنے الفاظ میں یہ بھی کہہ دیں -

جیسے اخبار میں یہ آیا ہے فلاں چیز یہ ہوئی ' وہ آ رہا ہے ' اس میں کہہ دیجئیے گا -

جناب محمد اجمل خان خٹک - ہوا یہ کہ وہاں پر جب یہ بحث چلی کہ آپ دلائل دیں کہ آپ کیسے گئے۔ اس دن کا واقعہ جس دن آپ کو یہاں لانے کے لئے حکم نامہ جاری ہو نے والا تھا ' اس وقت کا ذکر ہو رہا تھا اور یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ' یہ جو حکم نامہ ہے نہ اس میں کہیں ذکر ہے کہ آپ نے عدالت کو درخواست دی ہے اور نہ انہوں نے یا ان کے وکیل نے عدالت کو یہاں پیش ہونے کی درخواست دی ہے ان کو لایا گیا تو کس طرح لایا گیا یہ میں کہتا ہوں کہ کس طرح لایا گیا کہ ان کے وکیل نے پوچھا کہ میرے سامنے تو اس عدالت میں جب یہ حکم ہوا اور ایف آئی اے کو حکم ملا کہ آپ چوہدری صاحب کو عدالت میں پیش کریں تو اس وقت ایف آئی اے کے وکیل نے کہا کہ ہم ان کو پیش نہیں کر سکتے، یہ کہا گیا اس پر ہمارے وکیل جج صاحبان سے کہا اس وقت وہ تشریف فرما تھے کہ آپ کا حکم نہیں مانتے ہمارے وکیل نے ان سے یہ کہا '

جناب ڈپٹی چیئرمین- اختصار سے کام لیجئیے گا -

جناب محمد اجمل خان خٹک- اور جو آپ حکم دیتے ہیں ان سے انکاری ہیں کل عدالت میں پھر ہائی کورٹ میں جب یہ بات چل رہی تھی تو جسٹس راجہ افراسیاب نے چوہدری صاحب کے وکیل سے کہا کہ یہ فیصلہ ۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین - اختصار سے کام لیں جی - جی آپ تشریف رکھیں جی -

Sheikh Aftab Ahmad: Ajmal Khattak Sahib Please. I am on a point of order. Mr. Chairman, I want to make a submission

Mr. Deputy Chairman. I will not allow you, my dear Sheikh Sahib. Let him finish. We are not going into controversy

وہ بول رہے ہیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ شیخ صاحب ان کو بات ختم کرنے دیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ Article 58 of the Constitution جس کو بار بار وہ refer کر رہے ہیں ۔ آپ مجھے بات کرنے دیں---- ۔ آپ کیوں ایسے precedents set کر رہے ہیں جو بے بنیاد ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئر مین۔ ٹھیک ہے ان کو چلنے دیں۔ بات کو ختم کرنے دیں۔ ۔ میرے پاس رولنگ ہے۔ I have given the ruling.۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ وزیر قانون کی طرف سے یہ request ہوئی ہے کہ اس کو expunge کریں۔ یہ expunge نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی چیئر مین۔ آپ تشریف رکھیں ۔ ان کو بات کرنے دیں ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک ۔ جسٹس افرا سیاب نے چوہدری صاحب کے وکیل سے یہ کہا کہ جب آپ عدالت سے ناراض ہو کر چلے گئے ۔ اس کے بعد اپنی رائے پر یہ فیصلہ کیا ہے۔ پھر ہمارے وکیل نے ان سے یہ کہا کہ یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ حکومت اور سنیٹ کے درمیان مسئلہ ہے ۔ ہم اس میں فریق نہیں بننا چاہتے اور یہ جو فیصلہ آپ نے کیا ہے' یہ عدالت کی کارروائی کے دوران نہیں کیا' آپ نے کمرے میں بیٹھ کر کیا ہے تو حضور اس کے بعد ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ جو بھی ہو ہم سچ کہیں گے۔ سچ کہنا اور جرأت سے کہنا یہ ہماری عادت ہے۔ جو بھی وزیر صاحب کرنا چاہیں' وہ کریں ہم نہ آپ سے ڈرتے ہیں' نہ آپ کے اداروں سے ڈرتے ہیں ۔ اب سوال یہ ہے۔ جناب چیئر مین! حکومت واضح طور پر یہ بتائے کہ چوہدری صاحب آپ کی رولنگ کے تحت یہاں آئے ہیں یا نہیں۔ یہ ہمارا سوال ہے۔

جناب ڈپٹی چیئر مین۔ شکریہ جی میں اقبال حیدر صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ ارشاد فرمائیں۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر ۔ جناب میں آپ کو مطمئن کرتا ہوں ۔ میں اختصار کے ساتھ بیان کرنا چاہتا ہوں لیکن جو کچھ میرے معزز بزرگ سیاست دان نے ابھی بہت ساری باتیں کہی ہیں میں ان پر بحث کئے بغیر صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سوائے اس کے کہ جو میں تسلیم کرتا ہوں ۔ اس کے علاوہ باقی تمام باتیں اور الزامات بے بنیاد ہیں اور واضح صورت حال یہ ہے کہ آئین اور قانون کے مطابق چوہدری شجاعت حسین صاحب کو کورٹ کے آرڈر کے تحت لایا گیا ہے اور اس طرح سے چیئر مین سینٹ کے حکم کی تعمیل بھی ہو گئی ہے ۔

Mr. Deputy Chairman: Chairman's ruling has been honoured, you mean?

Syed Iqbal Haider: Of course we have never shown any disrespect to the Chairman.

Mr. Deputy Chairman: Let me listen first. Let me listen what he is saying.

وزیر قانون صاحب بات کر رہے ہیں ، ان کو سن لیں ۔

سید اقبال حیدر ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آئین اور قانون کے تحت انہیں عدالت کے حکم کے مطابق لایا گیا ہے۔ اس طرح سے چیئر مین کے حکم کی تعمیل بھی ہو گئی ہے۔

Mr. Deputy Chairman: It means that ruling of the Chairman has also been honoured.

جناب اقبال حیدر ۔ چیئر مین کی رولنگ بھی honour ہو گئی ہے۔

جناب محمد اجمل خان خٹک ۔ ہم اس کو نہیں مانتے ۔ اس لئے نہ مانتے ہوئے ہم واک آوٹ کرتے ہیں۔

(اس موقع پر حزب اختلاف ہاؤس سے واک اوٹ کر گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین ؛ جناب سید خورشید شاہ صاحب ' جناب ڈاکٹر شیر افگن صاحب' ملک حاکمین صاحب' گجکی صاحب کو بھی عرض کرنا چاہوں گا ۔ ہمارے بزرگ ساتھیوں کو لانے گا۔

حافظ حسین احمد ؛ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین؛ حافظ صاحب پوائنٹ آف آرڈر ۔ ارشاد فرمائیں ۔

حافظ حسین احمد ؛ جناب چیئرمین صاحب' میں گزارش کروں گا کہ ہمارے دوست جا رہے ہیں اور اقبال حیدر صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں وہ آپ کی رولنگ اور چیئرمین کے وقار کے منافی ہے اور یقیناً ان کی جو قومی اسمبلی میں مشکلات ہیں ' ہمیں ان کا احساس ہے ۔ لیکن اس وقت تک ہم مجبور ہیں ' اگر آپ کی مجبوریاں ہم سے زیادہ ہیں تو آپ بیٹھے رہیں ۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اس ایوان میں اس وقت تک نہیں بیٹھ سکتے جب تک کہ چیئرمین صاحب کی ' اس ایوان کے وقار اور رولنگ کا احترام نہیں کیا جاتا ۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین ؛ شکریہ ۔ آپ بھی واک آوٹ کر رہے ہیں ۔

حافظ حسین احمد ؛ جی ہاں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین؛ ماشاء اللہ ۔ جی گجکی صاحب' آپ نے کچھ فرمانا ہے۔

ii) Re: PRIVATIZATION OF KOTE ADDU THERMAL POWR PLANT

جناب منظور احمد گجکی ؛ جناب والا ' میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج پیپر میں ' اخبارات میں ایک نیوز آئیٹم ہے کہ کوٹ ادو کو نجی تحویل میں دیا جا رہا ہے تو میں وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آرٹیکل ۱۵۴ کے تحت یہ جب تک مشترکہ مفادات کی کونسل میں نہیں جاتا ' اس وقت تک اس کی نج کاری نہیں ہو سکتی اور میرے علم کے مطابق کوئی بھی نج کاری قانون کے خلاف ہے ' آئین کے خلاف ہے ۔ تو جناب والا ' میں نے چونکہ اس کو quote کیا اور پھر آپ فیڈرل لسٹ نمبر ۲ دیکھیں یہ بھی مشترکہ مفادات کونسل کو cover کرتا ہے ۔ اس لحاظ سے میں وزیر قانون سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے کوئی قانون سازی ہوئی تھی ؛ کیا آئین کا یہ آرٹیکل جو ہے وہ تبدیل کیا گیا تھا کہ آپ لوگ یہ تمام نج

کاری کا عمل کر رہے ہیں؟ اس پر میں آپ کی رولنگ بھی چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، سید اقبال حیدر صاحب ڈاکٹر صاحب کو بھی سن لیں؛

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ، سر اس کو آگے بڑھاتے ہوئے میں بھی ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ نج کاری جو ہو رہی ہے۔ واقعی یہ تو سارے ملک کی قومی وحدتوں کی ملکیت ہے۔ اور اس کا جو بٹوارہ ہو رہا ہے وہ صرف وفاق خود کر رہا ہے۔ یہ آئین ، قانون اور دستور کے خلاف اس طرح نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر آپ نج کاری چاہتے ہیں تو مشترکہ مفادات کونسل کو اعتماد میں لیا جائے۔ اچھا اگر آپ اس کو بیچتے ہیں اونے پونے، اول تو اونے پونے نہیں بیچنا چاہیے۔ ماضی کی حکومت نے بھی ایسے کیا ہے، ابھی آپ ان تمام حصص کو بیچ رہے ہیں تو کیا قومی وحدتیں اپنے حصص کی حقدار نہیں ہیں۔ کیا آپ ان کو اعتماد میں لیتے ہیں یا آپ ان کو، جو آپ نے آج تک سارے پرائیویٹائز کئے ہیں، خاص طور پر پچھلی حکومت نے، مسلم لیگ کی حکومت نے تو اربوں روپے اسی بنیاد پر جمع کئے۔ یعنی حصص بیچ کر تو اس میں provinces کو، قومی وحدتوں کو نہ تو اعتماد میں لیا گیا اور نہ اس کا جو حصہ بنتا ہے وہ اسے دیا گیا۔ مثلاً سوئی گیس ہے، واپڈا ہے، اب پی ٹی سی کی بات ہو رہی ہے۔ اس سے پہلے مسلم کمرشل بینک اور بہت سے ادارے اس عمل سے نج کاری میں گئے۔ اب تو یہ حکومت بھی اس privatization کے عمل کو آگے بڑھا رہی ہے۔ آخر اس میں ہمیں سمجھایا جائے کہ قومی وحدتوں کا بھی حق بنتا ہے یا نہیں بنتا ہے؟ Council of Common Interest کو اعتماد میں لیا جائے۔ وہاں جو صوبائی حکومتیں ہیں ان کو اعتماد میں لیا جائے اور ان حصص میں ان کا جو حصہ بنتا ہے پنجاب کا ، سندھ کا، بلوچستان کا، صوبہ سرحد کا وہ بھی ان کو ملنا چاہیے۔ تو اس مسئلے پر ہمیں وضاحت کریں---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھئے، اس سے پہلے کہ میں اقبال حیدر صاحب سے گزارش کروں، میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ جو جناب گھکی صاحب نے اور آپ نے مسئلہ اٹھایا ہے یہ ایک question کی صورت میں ہو سکتا ہے اور پھر Order of the day پر نہیں ہے۔ اس کو آپ باقاعدہ لائیں۔ بالکل اس پر باقاعدہ discussion ہو گی۔

جناب منظور احمد گھکی۔ میری جناب والا گزارش یہ ہے کہ اسی میں---

سید خورشید احمد شاہ۔ سر اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کا جواب دے دوں۔

جناب منظور احمد گھکی۔ I am already on point of order میں یہ کہہ رہا ہوں کہ

رولنگ کون سی آئی ہے----

جناب رضا ربانی۔ گچکی صاحب ایک منٹ

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی میاں صاحب On point of order

Mian Raza Rabbani: I am on point of information I told you earlier also. Sir the point is this that this very question which Mr Gichki is raising about the Council of Common Interests is the subject matter of a number of petitions which are pending in various High Courts in Sindh and in Lahore. since it is subjudice, therefore, it is......

Mr. Deputy Chairman: I have just given my ruling that this question can be brought in a question form and it is not on today's agenda. Secondly, it is a question not a point of order. Well he has spoken...

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا ... یہ ہے کہ اگر کہیں پر ... یہ کہتے ہیں کہ کہیں Constitution کی voilation ہوتی ہے rules کی voilation ہوتی ہے تو it will be a point of order, it is a point of order دوسری بات یہ ہے جناب والا کہ--------

Syed Masood Kauser: Sir point of order. This is a wrong proposition of law, only that is the voilation which relates to the procedure of the House.

جناب منظور احمد گچکی۔ اگر یہ subjudice بنتا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا کہ اس عمل کو کیسے جاری کیا جا رہا ہے۔ دیکھیں ناں اگر ایک عمل House میں discuss نہیں ہو سکتا ہے اس لیے کہ The matter is in the court.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں، ہو گا disucss مگر proper way میں آئے تو discuss کریں گے۔ کیسے نہیں کریں گے۔ بالکل کریں گے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ نہیں، میں معزز رکن کی attention اس طرف راغب

ہم اپنا لائحہ عمل طے کریں گے ۔اس بیان کے اوپر جو آج لاءمنسٹر صاحب نے دیا ہے کہ تمام پارٹیز نے مل کر کیا لائحہ عمل طے کرنا ہے اس ہاؤس میں ہم نے کیسے آنا ہے اور کیسے اس ہاؤس کو چلانا ہے ۔اس کے متعلق ہم next week آپ کو آگاہ کریں گے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ بجا ہے ۔ اچھا جی اب میں ہاؤس کے دونوں اطراف سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ کل کے فیصلے کے مطابق Question Hour چلانا تھا ۔ اب Question Hour چلانا ہے یا سیدھا کراچی پر آنا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ کراچی پر بحث کریں تا کہ اس کو wind up کریں ۔اور Question Hour کو defer کر دیں ۔

(دونوں اطراف نے Question Hour deffer کرنے کا مشورہ دیا)

Mr. Deputy Chairman: Questions are hereby deferred to be brought again on next rota day and now we should swtich over to an important issue which is being discussed in this House for the last 3-4 days, i.e. the grave situation of Karachi.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, point of order. What about the adjournment motions? Have they been deferred?

Mr. Deputy Chairman: Yes, everything has been deferred. First of all I am thankful

ملک صاحب میں آپ کا سید اقبال حیدر صاحب کا ڈاکٹر صاحب کا ملک حاکمین صاحب کا اور باقی دوستوں کا بے حد مشکور ہوں کہ جس تدبر کا دونوں اطراف نے مظاہرہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی پارلیمنٹ کے تقدس کا ایک مسئلہ ہے کہ جس خوش اسلوبی سے ہم ہاؤس کو چلا رہے ہیں ۔ بہت شکریہ دونوں اطراف کا۔

میں اب دعوت دوں گا جو پہلے ہمارے سپیکر ہیں کراچی کی صورتحال پر بولنے کیلئے یہ سید قاسم شاہ ہیں لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں ۔ لہذا اب یہ دوبارہ نہیں بول سکیں گے۔ اس طرح زاہد اختر صاحب بھی نہیں ہیں ۔ ملک قاسم صاحب آخر میں بولیں گے۔ سردار بشیر احمد ترین بھی نہیں ہیں۔ جناب تاج کرارالدین صاحب۔

come in there is an acute problem with the Chairs. Sir it is impossible to get in and get out ,if you could kindly ask the staff

Mr. Deputy Chairman: I think one chair is in excess in your line.

Mian Raza Rabbani. Sir, I don't know what the problem is? But it is impossible to get in and get out.

Mr. Deputy Chairman: One chair is excess, I feel.

Mian Raza Rabbani: Sir, if you please could do something.

Mr. Deputy Chairman: Right. Raja Sahib, please get it done.

(interruption)

حافظ حسین احمد ۔جناب چیئرمین! محترم جناب اقبال حیدر وزیر قانون و پارلیمانی امور تشریف لائے تھے۔ انہوں نے ہمیں یہ کہا کہ چیئرمین صاحب نے رولنگ دی ہے کہ آپ اندر آ جائیں۔ ہم آپ کی رولنگ کے احترام میں اندر آئیں ہیں کیونکہ ہماری وہ مجبوریاں نہیں ہیں جو ان کی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔جناب بڑی مہربانی کہ آپ نے میری رولنگ کا احترام کیا ہے اللہ تعالی آپ کو اجر دے اس کا ۔ اور اجر میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ اس ہاؤس میں محبت اور خلوص پیدا ہو۔

چوہدری شجاعت حسین ۔جناب محبت اتنی کر لیتے ہیں اگر آپ مجھے ایک منٹ کے لئے اجازت دیں گے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین ۔جناب والا جیسے کہ حافظ حسین احمد صاحب نے کہا واقعی بس بات ہوئی تھی کیونکہ آج جو حکومت کی طرف سے جو رویہ اختیار کیا گیا ہے ان کی طرف سے جو بیان آیا ہے ہمارا پہلے تو یہ خیال تھا کہ آج اس کے اوپر سخت ترین ردعمل کا اظہار کرتے ۔ لیکن کیونکہ کراچی اور ایک قومی مسئلے کے اوپر ہو رہی تھی اس لئے تمام پارٹیز کی طرف سے یہی فیصلہ کیا گیا کہ آج ہم بحث میں حصہ لیں گے لیکن اس کے اوپر next week

کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک matter اس House میں discuss نہیں ہو سکتا تو عملی طور پر اس کو کیسے denationalise آپ کر سکتے ہیں اگر وہ کورٹ میں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تشریف رکھیں جی۔

Mr. Manzoor Ahmad Gichaki: So this is also contempt of court

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شاہ صاحب آپ جو فرما رہے تھے، کچھ فرمانا چاہتے تھے آپ؛

جناب خورشید احمد شاہ۔ آپ کی رولنگ آ گئی ہے مگر پھر بھی اگر ہمارے دوستوں کی یہ رائے ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تسلی کرا دیں ذرا۔

جناب خورشید احمد شاہ۔ دوستوں کی یہ رائے ہے کہ ان کو brief کیا جائے تو ہم چیئرمین پرائیویٹائزیشن کو کہیں گے کہ سینٹ کے سارے ممبرز کو بلا کے، دعوت پہ ان کو جتنی بھی privatization ہوئی، جس صوبے میں ہوئی ہے۔ اس سے کس حکومت نے کتنا privatization سے لیا ہے، ملک کو ملا ہے، ہماری حکومت میں کتنی privatization ہوئی ہے۔ ہم confidence میں لینے کے لیے تیار ہیں۔ ہمیں خوشی ہو گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ thank you, very much، شکریہ

جناب منظور احمد گچکی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے we are representing the Federation over here ہم کسی بھی Federation کے کسی right کو surrender نہیں کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ یقیناً نہیں کریں گے۔ بالکل نہیں کریں گے

جناب منظور احمد گچکی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جتنا بھی ہو گیا ہے یعنی نواز شریف کے زمانے میں جو ہوا ہے denationalization, It is very much unconstitutional اور اگر آج بھی کریں گے تو unconstitutional ہو گا۔

Mr. Deputy Chairman: I do agree, these issues are very important and should be discussed at length but according to the procedure, that is all.

جناب منظور احمد گچکی - یعنی آپ پاکستان کے Federating units کو بیچتے جائیں اور ہم دیکھتے جائیں۔ تو why we are sitting here? ہماری کوئی ضرورت تو نہیں ہے پھر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تشریف رکھیں جی۔

جناب خورشید احمد شاہ - ان کو ہم جو بریفنگ دیں گے وہ قانون اور آئین کے مطابق بریفنگ دیں گے - اس کے باوجود ہمارے دوستوں میں سے کسی کو اگر کوئی اعتراض ہوا تو ہمیں بتا سکتے ہیں کہ اس میں یہ اعتراض ہے۔ ہم کوئی چیز چھپانا نہیں چاہتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین - صحیح ہے۔ سید خورشید شاہ صاحب کیا کیا دوستوں کا ؛ لائیں ان کو House میں تا کہ شروع ہو -

سید خورشید احمد شاہ۔سر وہ آ رہے ہیں کہہ رہے ہیں کہ پانچ منٹ میں آ رہے ہیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔اگر اجازت دیں تو اس کو پندرہ منٹ کے لئے adjourn کر دیں - اچھا ٹھیک I was just getting the sense of the House میں ویسے عرض کرتا ہوں - if they are coming آ جائیں پھر کرتے ہیں انشاء اللہ - ڈاکٹر صاحب آپ کچھ فرمائیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔جناب والا میں تو یہی کہوں گا ۔کہ صورت حال یہ ہے کہ ہم ہر روز rule of law کی بات کرتے ہیں - اور rule of procedure جیسے یہ قباحتیں جو ہمیں در پیش آ رہی ہیں - اصل میں بنیادی وجہ ہی یہی ہے کہ اب یہاں صبح سویرے آ کر پوائنٹ آف آرڈر پہ اس پوائنٹ آف آرڈر کا رول۲۱۶ جو ہے۔ اگر آپ اس کا بغور مطالعہ فرمائیں تو یہ اس کی parameters ہیں اور ان میں یہ clear ہے کہ on going business میں اگر کوئی----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔اچھا جی آ گئے ہیں - تو کیا Question Hour

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی - جی Question Hour is continuing یہ چلائیں اگر نہیں چلانا چاہتے اور وہ debate لینا چاہتے ہیں تو We are happy for better

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب ربانی صاحب

Mian Raza Rabbani:- Sir, since we are waiting for Opposition to

FURTHER DISCUSSION ON THE LAW AND ORDER SITUATION OF KARACHI

Jam Kararuddin: Thank you very much Mr. Chairman that you have given me the floor to express my views and articulate my thoughts on the burning issue of today, that is Karachi situation. Sir, Karachi, being Bab-ul-Islam is burning today.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب میں ایک گزارش کرنا چاہوں گا۔ میں لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن سے گزارش کرنا چاہوں گا اور تمام ہاؤس سے بھی کہ اگر آپ تھوڑا سا time limit رکھ لیں تو پھر ہم اس سارے مسئلے کو نیٹ سکتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب یہ اصول غلط ہے۔ جو شروع میں بولتے ہیں ان کا کوئی ٹائم نہیں ہوتا لیکن بعد میں ٹائم پہ قدغن لگائی جاتی ہے۔ یہ بات میں آپ کو پہلے بھی پوائنٹ آؤٹ کر چکا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جو اس وقت مسئلہ زیر بحث ہے اس پر اس وقت تک کسی صاحب نے اپنے ٹائم سے تجاوز نہیں کیا۔ اگر کسی لیڈر آف دی پارٹی نے کیا ہے تو اس ہاؤس کے کچھ آداب ہیں اس میں ہم نے انھیں اجازت دی ہوئی ہے اور چونکہ آپ اپنی پارٹی کے ممبر ہیں آپ پر بھی وہ لاگو ہونگے اور آپ کو دو چار منٹ زیادہ دے دیں گے۔ فکر نہ کریں۔ آج چونکہ میں نے چاہا کہ یہ مسئلہ ختم ہو جائے تاکہ ہم اگلا business کریں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ دس منٹ ہر صاحب کیلئے بہتر رہیں گے۔ جناب جام صاحب ارشاد فرمایئے۔

Jam Kararuddin: Karachi which is called Bab-ul-Islam is bleeding today. Karachi is also called the city of lights and the city of Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah is burning today. The situation has not deteriorated today but it has been deteriorating for the last five, six years. Sir, the blood of human beings in Karachi is shed on every lane, street and road of Karachi and I think that

so many people have been murdered in Karachi, but not a single criminal or decoit or terrorist has been arrested so far by the Law enforcement agencies. This problem, has assumed an alarming proportion. The reason is, that this problem has piled up during the long duration of Martial Law dictators. Martial Law dictators have ruled over the country for about more than 26 years and in the absence of a representative and democratic Government, these problems have been created in our country. Sir, the worst dictator in our country who has ruled for over 11 years, was General Zia-ul-Haq. It is that period of 11 years which has ruined the country morally, politically, socially and economically also. Dictator Zia-ul-Haq, in his time, divided the nation on the linguistic, sectarian, parochial and provincial lines. Not only that, but even in those days, bradaries were also divided and this is the reason that we are not a united nation and therefore, we have to put our house in a proper order which is at present at six and sevens. The Karachi situation, Sir, it is called a mini Pakistan. All the four provinces have got interest in the Karachi and we can't afford to leave the people of Karachi at the mercy of a few handful gangs of terrorist and Law breakers. We had in General Zia-ul-Haq's time, you see, the Kalashanikov culture, drug culture, which gained political momentum and for that purpose, this drug marfia over powered every social sector and found that it was only Pakistan People's Party which launched MRD Movement for the Restoration of Democracy and in that movement, only interior Sindh and other parts of the country took part but our brothers in Karachi did not participate in that Movement. At the time of creation of Pakistan, Sir, I take you back to 1947 at the time of creation of Pakistan, we warmly embraced our brothers, we bagged them with all love and affections, we extended our generousity, our hospitality to them. We never realised that tomorrow they will stand against us. I will not go further,

because the situation in Karachi is such that even the elite of Karachi, the trade and Commerce people took out a procession in Karachi for peace and harmony. Afterwards another peace march was taken out under the auspices of Mir Khalil-ur-Rehman Society, because due to this situation of Law and Order in Karachi, the economic activity has been stangulated and due to frequent closures and strikes, the country is undergoing a heavy loss of billions of Rupees daily. This community of trade and commerce, these people, Sir, they are very law abiding people, they are peaceful citizens, they are non-partison and non-political and their contribution to the provincial as well as national exchequer is more than 70 per cent. And if the situation is not restored to normalcy and law and order is not corrected in Karachi, then I fear the foreign investors will hesitate to invest their money in Karachi. And that foreign investment is likely to dry up and they will be forced to find safe havens for their investment.

Sir, the question is that how to bring peace and harmony in Karachi? We must forget the past. We are all brothers, we are all muslims. Our individual as well as joint effort should be to restore peace and bring Karachi back on the track of peace and prosperity. Therefore, in the name of Allah, in the name of democracy, in the name of country and nation, I will appeal to all the people belonging to different schools of thought to join their heads and hands together, come around the negotiating table and sort out and iron out the differences and make a joint effort to bring peace in Karachi. Sir, now, enought has become enough, we have to be very realistic and pragmatic towards the problemes of Karachi. We have to sit down, if we are democrats, democrats believe in dialogue. Pakistan was also created through democracy. Since Pakistan and democracy are inseparable things, therefore, a democratic minded person and dialogue cannot be separated from

each other. Ultimately, we have to sit together around the negotiating table and sort out the plans, the measures that we should take in the interest of the people of Karachi and in the interest of the entire nation. So my humble submission to my brothers is that let us bury the hatchet, let us forget the past, let us come together and find out a real and lasting solution to bring peace and harmony in Karachi. Therefore, my suggestions

جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا ہے ۔

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

Therefore, in the interest of the country and the nation, I will appeal to all my brothers on this side to make efforts to bring peace and harmony in Karachi. And for that purpose, I feel that Mohatarma Benazir Bhutto, is the only person, whom I will request from this floor to go to Karachi, sit there and sort out this problem, because she is the only capable leader who can handle this situation personally, otherwise the land which is called Sindh, is a land of peace and tranquilty and harmony, spiritualism. If the matter is not settled and it is left, where it is, then I feel Sir, that the human blood will be the cheapest commodity in Karachi. Therefore, my suggestions with regard to the peace in Karachi--

Deputy Chairman: Jam Sahib mind your time also

Jam Kararuddin: I am coming to that Sir. My suggestions are:-

1. A high powered crime control committee be set up in Sindh at provincial, divisional, district, sub divisional and tehsil levels, headed by elderly businessmen, officials of civil administration and police

تھی ہے - اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ کراچی جناح پور بنے گا یا ہانگ کانگ بنے گا یا پتہ نہیں کیا بنے گا تو یہ کہنا تو ان کی اپنی سوچ ہے لیکن ہمارے بزرگوں نے جنہوں نے اس ملک کو بنایا ہے جس کا نام پاکستان ہے ، ہم ان کی اولاد ہیں - اس لئے ہم ان عناصر کو جو یہ سوچتے ہیں چاہے ان کا تعلق کسی بھی طبقہ سے ہو بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر ان کا خیال ہے کہ کراچی کو پاکستان سے جدا کریں گے یا ایک الگ ملک بنائیں گے تو اس کے متعلق میں یہ اعلانیہ کہتا ہوں کہ نہ تو وہ رہیں گے اور نہ ہی ہم رہیں گے۔ تاہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ ملک ضرور رہے گا۔

جناب چیئرمین ! ہم اس بات پر قطعی زور نہیں دیں گے کہ اس وقت حالات کو خراب کرنے کی یا حالات کو ٹھیک کرنے کی ذمہ داری کس پر ہے ؛ تاہم عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ جس کے ہاتھ میں اقتدار ہوتا ہے یا جو وقت کا چوکیدار ہوتا ہے ، اس کے فرائض میں یہ شامل ہوتا ہے کہ وہ حالات کو ٹھیک کرے اور اگر وہ حالات کو ٹھیک نہیں کر سکتا تو اس کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ وہ اپنے گریبان میں جھانکے کہ جب وہ ان حالات کو ٹھیک نہیں کر سکتا ہے تو کیا اسے اقتدار میں رہنے کا حق حاصل ہے یا نہیں ؛ میرے خیال میں اگر وہ ایسے نہیں سوچتا ہے تو پھر تو ایسی ہی بات بن جانے گی جیسے کہا جاتا ہے کہ روم جل رہا تھا تو پتہ نہیں کون بنسری بجا رہا تھا -

ایک معزز رکن۔ نیرو ۔

جناب بشیر احمد خان ترین۔ جو بھی تھا ۔ بہرحال اس وقت میرے خیال میں کوئی بنسری بجا رہا ہے یا کوئی اور چیز بجا رہا ہے۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بجانے والا ہے ہی کوئی نہیں۔

جناب بشیر احمد خان ترین۔ بہرکیف اس وقت کراچی جل رہا ہے - لوگوں کو بیرونی ممالک کے دوروں سے فرصت نہیں ہے - کراچی کو کوئی time نہیں دے سکتا ہے - لہذا میں یہاں ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جانے جس میں تمام پارٹیوں کے سنجیدہ لوگ شامل ہوں اور وہ خود کراچی جا کر دیکھیں کہ وہاں کے حالات کیا ہیں ؛ اس کے علاوہ وہ یہ دیکھیں کہ جیسے ہم ہر روز اخبارات میں پڑھ رہے ہیں کہ آج اتنے لوگ پکڑے گئے ہیں اور اتنے مارے گئے ہیں ، اس کا پتہ چلائیں کہ پکڑے جانے والے کون لوگ ہیں ،

میرے خیال میں نہ صرف کراچی کو یا سندھ کو نقصان پہنچ رہا ہے بلکہ کراچی کی وجہ سے اس ملک کو بہت بڑا خطرہ در پیش ہے۔ اگر کراچی کی بد امنی کا مسئلہ حل نہ کیا گیا تو یہ مسئلہ کینسر کی شکل اختیار کر کے سارے ملک میں پھیل جائے گا۔ جناب چیئرمین صاحب! کراچی کے ساتھ صرف ایم کیو ایم، پیپلز پارٹی، مسلم لیگ یا کسی اور پارٹی کا تعلق نہیں بلکہ کراچی ایک ایسا شہر ہے جس میں میرے خیال میں پاکستان کے ہر گاؤں، ہر شہر کا، ہر قصبے کا آدمی وہاں رہتا ہے اپنے بچوں کے لئے روزی کما رہا ہے۔ کراچی کا مسئلہ آج سے نہیں بلکہ کئی سال پہلے شروع ہوا ہے۔ اگر ہم پیچھے جائیں تو میرے خیال میں اس پر کئی گھنٹے بولا جا سکتا ہے لیکن ہم تو یہاں صرف موٹی موٹی باتیں کہہ دیتے ہیں آگے کرنے والے کون ہیں؟ ان کو سنبھالنے والے کون ہیں؛ ہمیں تو ابھی تک یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ جب ہم یہاں بولتے ہیں تو اس پر کوئی عمل ہوتا بھی ہے یا نہیں؟ جس طرح ہمارے چیئرمین صاحب کی رولنگ کا مسئلہ ہے جو اب تک حل ہی نہیں ہوا ہے اسی طرح کراچی پر بولتے ہوئے آپ لوگ اتنے بور ہو گئے ہیں کہ ہاؤس میں بیٹھنے کی زحمت گوارا ہی نہیں کر رہے۔ اور منسٹر صاحبان تو اپنی محفل میں جمے رہتے ہیں اور ان کو اس سے کیا مطلب کہ کراچی جلے یا گرے، بہر کیف میں تو اتنا کہوں گا جناب چیئرمین صاحب! کہ کراچی کے معاملے میں کوئی کہہ رہا ہے کہ بینظیر صاحبہ کو جلد پوچھنا چاہئے، کوئی کہتا ہے نواز شریف کو جلد پوچھنا چاہئے۔ ایک دوسرے پر الزام لگا رہے ہیں یہاں لوگ تو شف شف سے کام لے رہے ہیں میں سیدھی طرح شفتالو کہوں گا کہ جب الطاف حسین سے کوئی بات نہیں کرے گا کراچی کا مسئلہ کبھی حل نہیں ہوگا۔ یہ ایک حقیقت ہے اسی طرح اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ کراچی کا نقصان صرف اور صرف کراچی والوں کا ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ اس سے پہلے بھی بہت ساری لاشیں میرے گاؤں میں کراچی سے آ چکی ہیں۔ ہمارے بلوچستان کے بعض علاقوں میں کوئی بھی ایسا قصبہ نہیں ہے کہ جہاں کراچی سے کوئی لاش نہ آئی ہو۔

کراچی کے لئے سوچنا، میرے خیال میں ان محب وطن لوگوں کا کام ہے جو واقعی اس ملک سے محبت کرتے ہیں۔ جو کرسی کے لئے سوچتے ہیں یا اپنے بنک بیلنس کے لئے سوچتے ہیں وہ کراچی کی صورت حال کے بارے میں کبھی بھی دلچسپی نہیں لیں گے، چاہے ان کا تعلق کسی بھی گروپ سے ہو۔

جناب چیئرمین! کراچی کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے، جس سے پاکستان کی قسمت

2. Dialogue with political leaders, elite of the city intellectuals, religious leaders, professors, editors.

3. Elections of the Local Bodies to restoredemocracy at the gross root level, to remove the sense of deprivation from the common man. Economic package which has already been announced by the Prime Minister Mohtarma Benazir Bhutto, be implemented without any further delay.

4. Government must check up the harassment and illegal detention by the Police.

5. Police must be in a uniform and not in civil dress. Sir, it is our duty today that we should look for tomorrow. We have to consider the future of our posterity, of our coming generation. It is our duty because Karachi today is in the grip of a sense of insecurity. So, to pull out the people of Karachi from that sense of insecurity it is our duty to work together and find out the ways to make Karachi again, the city of lights. Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much, Jam Sahib. Now I give the floor to Sardar Bashir Ahmed Khan Tareen.

جناب بشیر احمد خان ترین۔ شکریہ چیئرمین صاحب۔ کراچی کے مسئلے پر مجھ سے پہلے میرے بہت سے ساتھی بول چکے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! اس وقت ہاؤس میں اس مسئلے پہ کتنے لوگ سنجیدہ ہیں کتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں یہ آپ کے سامنے ہے۔ اسی طرح ہماری یہ بناوٹی تقریریں لوگوں کو تسلی دینے کے لئے ہیں۔ میرے خیال میں اصل پوزیشن ایسے ہی ہے جس طرح ہاؤس کی پوزیشن ہے۔ کراچی کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ بن چکا ہے جس کی وجہ سے

پکڑنے والے کون لوگ ہیں اور بھاگ جانے والے کون لوگ ہیں؟

جناب والا! ایدھی صاحب کے بارے میں اخبارات میں کبھی کچھ شائع ہو رہا ہے اور کبھی کچھ شائع ہو رہا ہے۔ کل کے اخبار میں یہ خبر چھپی تھی کہ وہ قربانی کی کھالوں کی وجہ سے ناراض ہیں اور اس وجہ سے وہ بیرون ملک چلے گئے ہیں۔ اب قربانی کی کھالوں کا مسئلہ، کراچی کے موجودہ حالات میں حل کرنا، عجیب سا لگتا ہے۔ اس کے بارے میں، میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے۔ جناب والا۔ میں ایک بار پھر کہوں گا کہ لوگ کراچی کے مسئلہ کو مذاق سمجھ رہے ہیں۔ جس طرح لوگ بیروت کے مسئلہ کو مذاق سمجھ رہے تھے، میں پوچھتا ہوں کہ آج بیروت کی کیا صورت حال ہے؟ جس طرح لوگ افغانستان کے مسئلہ کو مذاق سمجھ رہے تھے، میں پوچھتا ہوں کہ آج افغانستان کی کیا صورت حال ہے؟ اگر کسی کی یہ سوچ ہے کہ کراچی میں لوگ رہ کر اپنے ہی گھر کو برباد کر رہے ہیں۔ کم از کم میں اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ آج کل جو حالات ہیں ہم ذہنی طور پر جب اخبار میں دیکھتے ہیں کہ آج نو سے کم لوگ شہید ہوئے ہیں یا قتل ہوئے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ اتنی کوئی خاص بات نہیں ہوئی حالانکہ یہ سب سے خطرناک بات ہے کہ آدمی اگر ذہنی طور پر اس حد تک پہنچ جائے کہ وہ یہ کہے کہ ۸ قتل کوئی خاص بات نہیں، تو میرے خیال میں اس ملک کے عوام کی سب سے خطرناک سوچ یہ ہے۔ کراچی میں ہمارے دوست ہمارے عزیز، ہمارے ہم وطن سب رہ رہے ہیں۔ ان کی تکلیف ہم اپنی تکلیف سمجھتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ پہلے ہم سال میں دو تین بار ضرور کراچی جایا کرتے تھے۔ لیکن اب نہیں جاسکتے اس وجہ سے کہ یہ معلوم نہیں کہ کس وقت کیا ہو جائے۔ موت تو برحق ہے چاہے کراچی میں ہو، چاہے اسلام آباد میں ہو۔ سب نے مرنا تو ایک دن ہے۔ لیکن کراچی میں کچھ ایسے cases سامنے آ رہے ہیں۔ جس سے عزت کا ڈر زیادہ رہتا ہے۔ جناب چیئرمین میں پھر ایک بار یہ کہوں گا کہ ہماری عزت کے مسئلے کو یا ہمارے بھائیوں کو بچانے کا فرض اس وقت صرف اور صرف برسراقتدار پارٹی کا ہے وہ جو بھی ہے۔ اگر اس سے یہ ذمہ داری پوری نہیں ہو رہی تو دنیا میں مثالیں موجود ہیں کہ وہ بڑے رضاکارانہ طور پر یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم سے یہ حکومت نہیں ہو سکتی۔ آپ مہربانی کرکے کسی اور کو لے آئیں۔ لہذا ہم کراچی کے بھائیوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ امن و امان کے لیے دعا بھی کرتے ہیں، مدد بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کراچی اور ہمارے ملک کو ان آفتوں سے محفوظ رکھے۔ شکریہ چیئرمین صاحب۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much Sardar Bashir Ahmed Khan Tareen. Now Makhdoom Khaliq-uz-Zaman Sahib, I think he is absent. Moulana Sami-ul-Haq Sahib, he is absent. Prof. Khurshid Sahib, he is absent. Subedar Mandokhail Sahib, he is absent. Now I will give the floor.

ایک یہاں عرض کردوں محترمہ فضہ جونیجو صاحبہ نے request کی تھی۔ تو عبدالرحیم مندوخیل صاحب کا اگلا نمبر تھا تو میں نے ان سے گزارش کی تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے پہلے بول لیں

So I give the floor to Miss Fizza Junejo.

محترمہ فضہ جونیجو۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب اور مندوخیل صاحب کا بھی شکریہ جنہوں نے مجھے اپنی جگہ بولنے کا موقع دیا۔ ابھی سینیٹر صاحب کراچی کے بارے میں تقریر کر رہے تھے۔ تو انہوں نے کراچی جانے کا ذکر کیا کہ ہم دو تین دفعہ جاتے تھے لیکن اب حالات ایسے ہیں کہ وہاں جانے کو دل نہیں کرتا۔ پچھلے دنوں اخبار میں بھی یہ خبر تھی کہ کراچی وہ لوگ جا رہے ہیں۔ جو یا تو وہاں پہ رہتے ہیں یا وہ لوگ ہیں کا وہاں پر بہت ہی ضروری کام ہے۔ تو یہ ایک عام بات ہے اور عام رائے ہے۔ کراچی وہی لوگ جاتے ہیں جن کا وہاں پر کام ہے ورنہ وہ جانے کی جگہ نہیں رہی ہے۔ جناب والا کراچی کےموجودہ حالات پر ہم سب کو تشویش ہے لیکن میرا اندازہ ہے کہ اسلام آباد میں رہ کر ہم ان حالات کا اندازہ اس مثبت طریقے سے نہیں لگا سکتے ہیں جیسے کہ کراچی میں بیٹھ کر لگایا جا سکتا ہے۔ ہمیں تشویش تو بہرحال ہے لیکن وہاں پہ جا کر دیکھنے کی اور بات ہے۔ اور یہاں پر ہم جو بات کر رہے ہیں۔ وہ ہم اخباروں سے جو رائے لیتے ہیں اس پر ہم بول رہے ہیں۔ چیئرمین صاحب سندھ میں خاص کر کراچی میں اور ملک کے دوسرے علاقوں میں law & order کے واقعات criminal activities کے اکا دکا واقعات ہوتے رہتے تھے۔ لیکن آج کل سندھ میں بالخصوص کراچی میں ان criminal activities میں بہت حد تک اضافہ ہوگیا ہے۔ اس قدر کہ کراچی کی روزمرہ کی زندگی بری طرح متاثر ہورہی ہے۔ شہریوں کی جان و مال خطرے میں ہے۔ ان کی عزت محفوظ نہیں ہے۔ آمد و رفت کو شدید دھچکا لگا ہے۔ اور معاشی حالات بھی بہت حد تک متاثر ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین انسانوں کی جان کلاشنکوف سے جاتے ہوئے ہم کافی عرصے سے دیکھ

رہے ہیں لیکن اب یہ ہینڈ گرینیڈ اور کلاشنکوف مسجدوں جیسے مقدس مقامات میں بھی آ گئے ہیں ۔ جناب جس کو خدا کے گھر کا خوف نہیں ہو گا اس کو انسانوں کی جان یا انسانوں کا خیال یا انسانوں کی شرم کا کیا خیال آنے گا۔ مسجدیں وہ مقامات ہیں جہاں پر امن کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں ۔ جہاں پر انسان جا کر سکون حاصل کرتا ہے اور فیض حاصل کرتا ہے ۔ آج یہ مسلمان ملک ہے لیکن ہمارے عوام مسجدوں میں نماز کے لئے جاتے ہوئے خوف محسوس کرتے ہیں کہ آیا ہم زندہ واپس آئیں گے یا نہیں ۔ پولیس سٹیشن کو بھی اس طرح کی واردات کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ پچھلے دنوں بی بی سی نے اپنے تبصرے میں کہا تھا کہ کسی ایک جگہ ایک گروپ نمودار ہوتا ہے دہشت گردوں کا وہ واردات کرتے ہیں اور غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ تو ان کا تبصرہ تھا لیکن سب سے افسوس ناک بات یہ ہے کہ دہشت گرد ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکے ۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ زیادہ دہشت گرد ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکے ۔ اب اس نااہلی کا ذمہ دار کون ہے ؟ انتظامیہ اتنی مفلوج کیوں ہوگئی ہے ؟ کہ وہ کسی بھی دہشت گرد کو گرفتار نہیں کرسکی ۔ پہلے کراچی کے لئے یہ کہا جاتا تھا کہ جی یہاں پر سندھی اور مہاجر آپس میں لڑ رہے ہیں۔ پھر یہ خبر عام ہونے لگی کہ مہاجروں کے دو گروپ جو ہیں وہ آپس میں لڑ رہے ہیں ۔ اب یہ ہے کہ مسلمانوں کے دو فرقے آپس میں لڑ پڑے ۔ اب جہاں تک وجوہات کی بات ہے چیئرمین صاحب ۔ یہاں پر کافی بحث ہو چکی ہے اور کافی تبصرہ ہو چکا ہے ۔ میں اس کی مزید وجوہات پر نہیں جاؤں گی ۔ میں یہاں پر چند ایک تجویزیں دوں گی ۔ جو کہ میرے خیال میں حالات کو بہتر کرنے میں مددگار ثابت ہونگی ۔ اس سلسلے میں میری پہلی تجویز یہ ہے کہ کراچی میں امن و امان کی بحالی کے لئے نچلی سطح سے کام شروع کیا جانے ۔ اب کراچی میں تقریباً پچاس تھانے ہیں ۔ پچھلے دنوں حالات یہ تھے کہ ان میں سے دس پر تشویشناک حالت تھی باقی چالیس میں حالات بہ نسبتاً بہتر تھے ۔ لیکن اب almost every where چند ایکھوز کر ۔ تشویش ناک حالت ہے ۔ ابھی جن تھانوں کے علاقے متاثر ہو رہے ہیں ان کو چھوٹے چھوٹے سیکٹرز میں تقسیم کریں۔ ہر sector میں امن کمیٹی قسم کی کمیٹیاں بنائی جائیں جن میں مختلف لوگوں کا participation ہو ۔ مثال کے طور پر دکاندار

حضرات ، مزدور حضرات ، ٹرانسپورٹرز اور ان کے جو لیڈران ہوتے ہیں وہ ، مسجدوں کے امام ، اور جو علاقے کی active خواتین ہوں وہ بھی شامل ہونی چاہیں ۔ وہ اپنی تجاویز مرتب کرکے حکومت کو پیش کریں ۔ اب اس میں ایک بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ آپ ان committees میں serious لوگوں کو شامل کریں ۔ جو اس کام کو serious سمجھ کر کریں۔ نمبر دو ان کو اعتماد میں لیا جائے کہ ان کی حفاظت ہوگی ۔ اگر حکومت نے ان کو اعتماد میں نہ لیا تو ایسی کمیٹیاں تشکیل تو پا جائیں گی لیکن وہ effective نہیں ہوں گی۔ کیونکہ کوئی بھی اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر نہیں پیش کرے گا ۔ ان لوگوں سے یہ بھی کہا جائے کہ وہ دہشت گردوں کی نشاندہی کریں ۔ جہاں تک ان سے ممکن ہے۔ اور ان لوگوں کی بھی نشاندہی کریں جو کہ علاقے میں اسلحہ رکھتے ہیں لیکن لائسنس ان کے پاس نہیں ہے۔ ان کمیٹیوں کو موثر کمیٹیاں بنانا چاہیے۔ بجائے اس کے کہ صرف کمیٹیاں ہوں۔ پہلے میں یہ بھی کہنا چاہ رہی تھی کہ علاقے میں صفائی کا کام اور پانی کا کام اور دیگر امور بھی ان کو دینے چاہئیں۔ لیکن Now, its too late ابھی اگر یہ چیز ہی کرلیں، امن و امان میں اپنا کردار ادا کریں تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ یہ اسی لیول پر ہو سکتا ہے ۔ نچلی سطح پر۔ لیکن ان کو اعتماد میں لے کر یہ کیا جا سکتا ہے۔ اور انہیں تحفظ مہیا کرنا ہوگا۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ وہ علاقے جہاں پر فرقہ واریت کا مسئلہ ہے ادھر مسجدوں کے امام اور جو مدرسے ہیں مختلف فرقوں کے ان کے جو سربراہ ہیں ان کے بھی اسی طرح نچلی سطح پر گروپ بنانے جائیں۔ اور پھر ان سے تجاویز لی جائیں ۔ اور ان پر عملدرآمد کیا جائے ۔ میں یہ نہیں کہہ رہی ہوں کہ ساری تجاویز عملدرآمد کرنے کے قابل ہوں گی۔ ممکن ہے اس میں بعض ایک نہیں بھی ہوں گی۔ لیکن اگر دیکھ کر اور serious لوگ لئے جائیں ۔ جو کام کرنے والے لوگ ہیں وہ نچلی سطح سے ہیں ہمیں پتہ چل سکتا ہے، محلے کے لوگوں سے ہی پتہ چل سکتاہے کہ یہاں پر کون کون سے لوگ شریف ہیں کہ جن کو ہم کمیٹی میں شامل کریں اور جو اس مسئلے کا seriously حل تلاش کریں۔ وہ بھی اپنی تجاویز حکومت کو دیں اور پھر کسی حد تک ان پر عملدرآمد ہو۔ ایک اور تجویز میرے ذہن میں ہے اور یہ فرقہ واریت کی وجہ سے میں یہ تجویز دے رہی ہوں ۔ ہمارے ہاں جتنے فرقے ہیں ، فرقے تو شاید بہت زیادہ ہیں لیکن جتنے بڑے بڑے فرقے ہیں مسلمانوں کے ان کے سربراہ جو ہیں ان کو ایک گروپ بنانا چاہیے آٹھ کا، دس کا، یا جتنا بھی بنتا ہے ان کو

اسلامی ممالک کے دوروں پر بھیجنا چاہیے ان اسلامی ملکوں میں جہاں پر مختلف فرقے رہتے ہیں لیکن ان میں فرقہ واریت کے وہ مسائل نہیں ہیں جو کہ پاکستان میں ہیں۔ مثال کے طور پر میرے پاس چند اسلامی ممالک کے نام ہیں' ترکی ہے۔ مصر ہے۔ انڈونیشاہ ہے' سعودی عرب ہے' بنگلہ دیش ہے' ایران وغیرہ وغیرہ۔ ان کے پاس اسی طرح کے فرقے ہیں لیکن فرقہ واریت کا مسئلہ اس قدر نہیں ہے جتنا کہ پاکستان میں ہے۔ یہ علماء حضرات جو ہوں گے یہ وہاں پر دیکھ کر یہاں آ کر تجاویز مرتب کریں اور حکومت کو دیں۔ اور اپنے خطبوں کے ذریعے یا اجتماعات کے ذریعے اپنے فرقے کے لوگوں کو بھی جائیں۔ اس میں پھر ہمیں serious لوگوں کی ضرورت ہے جو کہ اس چیز کو seriously لیں۔ اور حکومت کا بھی تعاون چاہیے کہ وہ اس پر عملدرآمد کرے۔ صرف اس لئے نہ بھیجے کہ وہ باہر' پھرا کر واپس آ جائیں۔ اس میں سے کچھ حل بھی نکلے تو تب بات ہے we cannot afford this type of trips یہ میری اپنی ذاتی رائے ہے۔ کہ جب تک اس میں سے کوئی حل نہ نکلے تو اس کو صرف ایسے نہ کیا جائے۔ یہ ساری بحث اس لئے ضروری ہے' پہلے تو یہ کہا جاتا رہا ہے کہ یہ صوبائی معاملہ ہے۔ صوبائی اسمبلی ہی میں بحث ہو گی۔ لیکن اب یہ احساس ہو چلا ہے کہ یہ ایک قومی مسئلہ بن گیا ہے۔ کراچی کو ملک کی سطح پر ہم یہاں زیر بحث لا رہے ہیں۔ چیئرمین صاحب' نامور شخصیتوں کا خون ایک معمول بنتا جا رہا ہے۔ پچھلے دنوں ایک سینئیر صحافی کے ساتھ حادثہ پیش آیا' ایک ہمارے T.V کے معروف ایکٹر تھے ان کے ساتھ حادثہ پیش آیا' اور اس سے پہلے کئی ہوئے ہیں اور پروردگار آگے ہمیں اس چیز سے بچائے۔ لیکن اس چیز کو اسی جگہ کنٹرول کرنا چاہیے۔ جہاں تک وزراء کا تعلق ہے یا Higher Officers کا تعلق ہے تو ان کی گاڑیوں کے ساتھ تو پولیس سیکورٹی ہوتی ہے لیکن عام آدمی کو یہ تحفظ مہیا نہیں ہے۔ جناب والا' میں ایک بات کہوں یہ جو ہمارے پاکستان کے شہری ہیں یہ کھاتے پیتے شہری ہیں۔ لیکن ان کی جان اور مال کا تحفظ حکومت کا فرض بنتا ہے۔ میں اس جملے پر اپنی بات ختم کرنا چاہوں گی کہ یہ حالات اگر اس سطح پر کنٹرول نہ کئے گئے تو ان کا reversal democratic system کے ذریعے ناممکن ہو جائے گا شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much Miss Fiza Junejo Sahiba. Now, I will request to Abdur Rahim Khan Mandokhel Sahib to have the floor.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ ہمارے ملک کا اس وقت جو اہم بحران ہے اور عموی طور پر تمام ملک میں اور خصوصاً سندھ میں کراچی میں جو مشکلات درپیش ہیں ان پر بحث ہو رہی ہے۔ اس میں میں اپنی پارٹی کی طرف سے، اپنی طرف سے معروضات پیش کروں۔

جناب چیئرمین! ہم یہاں ایک ایسے ادارے میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ وہ چیزیں جو پوشیدہ الفاظ میں بیان کریں یا انہیں چھپائیں ہم ان مسائل کے لئے اس طرح کوشش کریں کہ یہاں کے تمام حقائق جو ہیں وہ سامنے آئیں اور اس کو سنجیدہ۔۔۔۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی چیئرمین کی جگہ جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال نے کرسی صدارت سنبھالی)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : اور پھر ان مسائل کو ہم سنجیدگی سے حل کریں۔ یہاں جو ماحول ہے، یہاں جو رویہ ہے وہ تو مجھے ایسا نظر آ رہا ہے کہ یہ کسی کے لئے مسئلہ ہے ہی نہیں۔ پارلیمنٹ میں آپ بات کریں جیسے بھی کرنا چاہیں لیکن فیصلے وہی ہوں گے جو صاحب اقتدار لوگ کریں گے، خواہ وہ فیصلے اس ملک کے خلاف ہوں، عوام کے خلاف ہوں، یہاں کی قوموں کے خلاف ہوں۔ بہرصورت میں عرض کروں گا کہ جناب والا جس دن سے ہمارا ملک بنا ہے اس میں سیاسی فیصلے اس طرح کئے گئے ہیں کہ وہ بنیادی طور پر colonial پالیسیاں تھیں، استعماری پالیسیاں تھیں۔ اسلام کے نام پر، پاکستان کے نام پر دراصل ہمارے ملک میں کچھ مفادات، کچھ interests group ایسے رہے ہیں کہ انہوں نے اپنے فائدے، اپنے سیاسی اقتدار کے لئے، اپنے معاشی مفادات کے لئے، اپنی ثقافتی برتری کے لئے پالیسیاں بنائی ہیں، سیاست کی ہے، strategy بنائی ہے۔

جناب چیئرمین! ملک کے آئین کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ ہمارے ملک میں مارشل لاء رہے ہیں۔ اس کو کوئی کسی طرح بھی کہے میں کم از کم یہ کہوں گا کہ یہ خاص interests کے تحت ہوتے تھے۔ یہ صرف چند افراد نہیں کرتے تھے۔ مثلاً یہ بات آتی ہے کہ یحییٰ خان کے مارشل لاء کی، ایوب خان کے مارشل لاء کی، ضیاء الحق کے مارشل لاء کی یا فلاں ایکٹ یا فلاں آئین۔ صاف بات یہ ہے کہ جناب والا یہاں interests group ہوتے تھے اور میں اس بات کو بالکل واضح کروں گا کہ ان کا interests کراچی لاہور میں تھا وہ یہ فیصلے کرنے والے ہوتے تھے کہ تمام

ملک میں جو بھی معاشی ترقی ہو یا سیاسی اقتدار ہو اپنے فائدے کے لئے ہو' اپنے لئے ہو۔ اب اس بات پر کوئی ناراض ہو یا نہ ہو لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ تمام صنعت' تمام بنک' حکومتی ادارے کراچی میں جمع ہوئے' اور لاہور اور پنجاب میں جمع ہوئے۔ باقی بھی ملک ہے' آپ ذرا اپنے ملک کے جغرافیے کو دیکھیں' اس کے potentials کو دیکھیں۔ اس کے رقبے کو دیکھیں۔ ہم پشتون' بلوچ' سندھی خصوصی طور پر محروم رہے۔ ہمارے وسائل ہیں' زمین ہے ہماری' ہمارے پہاڑ ہیں' ہمارے minerals ہیں لیکن اس کے باوجود کوئی بھی نہ پالیسی بنی ان کی بہتری کے لئے' نہ کوئی بجٹ میں یعنی ۴۷ سال سے کتنے بجٹ بنے ہیں۔ اربوں کھربوں روپے ہر سال کا بجٹ' کم از کم ہمارے لئے جو الفاظ استعمال کرتے ہیں آپ کے لئے پیسہ مختص کیا گیا ہے جو کہ ترقی کے لئے ایک رول ادا کرے گا لیکن یہ کبھی نہیں ہوا۔ ہاں colonial سیاست رہی ہے رشوت کے طور پر ضرور ہوا ہے۔ ہم میں سے چند لوگ ان کو خرید کر' کسی ایک دو سروسز' پر کسی معمولی رقم پر' چند افراد کو فائدہ دیکر تمام قوموں کی اور تمام ملک کے مفاد کو فروخت کیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ گلیلو نے جب یہ کہا کہ زمین اپنے محور کے گرد چکر کاٹتی ہے اور سورج کے گرد چکر کاٹتی ہے تو پھر انہیں ایک شخص نے کہا کہ آپ توبہ کریں' آخیر میں اسے توبہ پر مجبور کیا گیا۔ لیکن جب اس نے کہا کہ میں توبہ تو کرتا ہوں لیکن اس نے ایک فقرہ بھی کہا کہ میں جو بھی کہوں لیکن زمین اپنے محور کے گرد گھومتی ہے میرے کہنے سے زمین کی گردش بند نہیں ہوتی۔

جناب والا جس طرح یہاں پر پالیسیاں بنیں ان کا یہ قدرتی تقاضہ تھا کہ یہاں تضادات ابھرتے تضادات نے ابھرنا تھا یہ کسی شخص کی خواہش اس کی دعا پر کبھی بھی یہ قانون تبدیل نہیں ہو سکتا یہ قدرت کا قانون ہے۔ اور آپ نے دیکھا کہ تضادات پیدا ہونے ون یونٹ بنایا گیا اور اس کے بعد ' یونٹ کے خلاف فسادات اور پھر آپ نے دیکھا کہ بنگلہ دیش بنا۔ تمام کوششوں کے باوجود تمام نیک خواہشات کے باوجود مفادات کا مسئلہ تھا لڑائی ہوئی ۔ اور اس کے بعد یہ ملک ٹوٹ گیا ۔ ہاں جو بھی لوگ جو بھی بات کرتے ہیں جناب والا باقی پاکستان میں بھی جب سے یہ مشترکہ آئین بنا ہے اگرچہ اس میں ہمارا کوئی اتفاق نہیں تھا بہت چیزوں پر اختلاف تھا ۔ پارلیمنٹ کے حوالے سے اتفاق' بنیادی حقوق کے حوالے سے اتفاق' انتخابات کے حوالے سے اتفاق لیکن اس کو بھی چلنے نہیں دیا گیا۔ اور آہستہ آہستہ جناب والا محرومی ہوئی۔ بالخصوص سندھ میں ' سندھ محروم ہوگیا۔ اور وہاں پسماندگی تھی چہ جائیکہ یہ بڑا مسئلہ ہوتا ہے کوٹے کا مسئلہ' اب کوٹے

کے مسئلہ کے دو پہلو ہیں اس لیے کے ہم لوگ جو پسماندہ ہیں، جہاں سکول نہیں ہیں، ٹیچرز نہیں ہیں، ہمارا سٹینڈرڈ وہ نہیں ہے۔ اب ہم جب مقابلہ کریں گے تو ہمارے لئے کوٹہ کی ضرورت ہے، گرائمر سکولوں کے بچوں کے ساتھ ' امرا کے بچوں کے ساتھ، سہولیات کے لوگوں کے بچوں کے ساتھ، ہمارے بچوں کا مقابلہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تو سندھ کے لئے یہ ضروری تھا اورکوٹہ لیکن دوسری طرف جناب والا یہی کوٹہ کراچی کے لوگوں کے لئے ، کراچی کے لوگوں کےلئے کوٹہ ان کے نقصان میں جا رہا تھا کیونکہ وہاں تو یونیورسٹیاں ہیں وہاں تو انڈسٹری ہے، وہاں ہر سال جو بچے کالجوں سے یونیورسٹیوں سے فارغ ہوتے ہیں انہیں سروسز کی ضرورت ہے اس لئے ان کا slogan یہ بنتا ہے کہ opportunity - لیکن opportunity کس قیمت پر، کیا باقی تمام ملکی قیمت پر، کیا سندھ کی قیمت پر، یہ واضح سوال ہے اور آئندہ کے لئے بھی جب بھی سیاسی لوگ جناب والا مذاکرات میں بیٹھیں گے یہ سوال ان کے سامنے ہوں گے۔ تو جناب چیئرمین بہرصورت ہونا یہ چاہیئے تھا کہ جب ہم سے بنگلہ دیش علیحدہ ہوا تو یہاں ہم اس واقعہ سے سبق سیکھتے اور اس ملک کو قومیتوں کے حقوق کی بنیاد پر، جمہوریت کی بنیاد پر ، سب کے ساتھ انصاف کی بنیاد پر چلاتے ہیں۔ لیکن آج تک وہی عمل جاری ہے ۔ اگرچہ میں بات کراچی کی کر رہا ہو ں لیکن صرف explaination کے لئے کہتا ہوں کہ ہم ہر روز یہاں کھڑے ہوتے ہیں کہ ہمارے صوبے میں یا پختون خواہ صوبے میں، ہمیں کتنی employment ملتی ہے ۔ جناب والا جب آپ لسٹ دیکھتے ہیں، آج میں نے یہاں وزارت خارجہ میں دیکھا سترہ سو افراد میں سے اور گریڈ 20,21,22. میں سے ہمارے صرف 40 ہیں ۔ اب اس حالت میں کیا کوئی یہ سوچ سکتا ہے یا یہ ممکن ہے کہ ہمارے بچے بھوکے ہوں ، ہم unemployed ہوں ، اور پھر اس مسئلے کے حل کے لئے ------

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی جاوید مینگل صاحب on point of order ۔

جناب جاوید محمد مینگل۔ کیا جناب چیئرمین صاحب ذرا وضاحت کریں گے کہ یہ پختونخواہ کون سا صوبہ ہے ؟

جناب الیاس احمد بلور۔ یہ ہمارا صوبہ ہے جناب اسے ہم پختونخواہ کہتے ہیں ۔ یہ آج نہیں ہم بڑے عرصے سے کہہ رہے ہیں ۔ اس کو انگریزوں نے N.WF.P کہا ہوا تھا ، ہم اسے N.W.F.P. نہیں کہتے ہم اسے پختونخواہ کہتے ہیں ، میں بھائی کی بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ اس کے علاوہ چونکہ بھائی نے پوچھا ہے اس لئے میں یہ بھی کہوں گا کہ ہمارا ایک صوبہ ہے جس کو بلوچستان کہتے ہیں لیکن وہ پختون بلوچ پر مشتمل ہے ' یہ ایک reality ہے ' آپ مانیں یا نہ مانیں۔

جناب جاوید محمد مینگل ۔ بلوچستان تو ہے' پختونستان تو یہ---- پاکستان میں چار صوبے ہیں۔

جناب شفقت محمود ۔ جناب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک صوبہ سرحد کا تعلق ہے جس کے متعلق جناب سینیٹر صاحب نے فرمایا کہ ہم پختونخواہ کہتے ہیں ' لیکن جو مجھے سمجھ آ رہا ہے وہ یہ کہ مندوخیل صاحب بلوچستان کے ایک حصے کو پختونخواہ کہہ رہے ہیں ' تو یہ کس طرح کہہ رہے ہیں ؟ اس حوالے سے آپ یہ فرمائیے کہ آپ پاکستان کو افضل تسلیم کرتے ہیں یا پختونخواہ کو ؟ پاکستان میں تو کوئی صوبہ نہیں ہے جس کا نام پختونخواہ ہو ۔ پاکستان کا صوبہ بلوچستان ہے ۔ آپ یہ ایک نئی چیز introduce کررہے ہیں ' آپ یہ فرمائیے کہ آپ پاکستان کے آئین کو تسلیم کرتے ہیں یا نہیں کرتے ؟

(مداخلت)

جناب شفقت محمود ۔ جناب چیئرمین صاحب یہ بڑی ضروری بات ہے ' یہ Fundamental بات ہے کہ کیا یہ پاکستان کے آئین کو تسلیم کرتے ہیں ؟ یہ پاکستان کے آئین کو اگر تسلیم نہیں کرتے تو پھر ایک علیحدہ بات ہے ۔ ان کی loyalty کس کے ساتھ ہے؟ پاکستان کے ساتھ ہے یا پختونخواہ کے ساتھ؟

(مداخلت)

جناب بشیر احمد خان ترین ۔ جناب بات یہ ہے کہ یہاں کراچی کے issue پر بات ہو رہی ہے باقی باتوں کو آپ رہنے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ یہی میں کہہ رہا ہوں کہ باقی باتوں کو فی الحال رہنے دیں ' آپ صرف کراچی کے مسئلے پر بات کیجئے ۔ جی شفقت محمود صاحب ۔

جناب شفقت محمود ۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ چیزیں بڑی ضروری ہیں وہ یہ ہے کہ ہم کس umbrella کے تحت کام کر رہے ہیں ' ہم پاکستانی ہیں ' ہماری جو

allegiance ہے وہ پاکستان کے ساتھ ہے ' ہماری جو allegiance ہے وہ پاکستان کے آئین کے ساتھ ہے ' تو میں ان سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ جس صوبے کی بات کر رہے ہیں ' پاکستان کے آئین میں تو اس صوبے کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

جناب بشیر احمد خان ترین۔ جناب یہ کراچی پر بات ہو رہی ہے ' یہ جان بوجھ کر کسی اور مسئلے کو چھیڑنا چاہتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی ہاں مت چھیڑیں۔ شفقت محمود صاحب آپ بیٹھ جائیں۔ انہیں بات کرنے دیں ' نہیں تو یہ بحث wind up ہی نہیں ہو گی۔ کوشش یہ تھی کہ یہ بحث ختم ہو جائے۔

(مداخلت)

جناب بشیر احمد خان ترین۔ آپ کراچی کو نظر انداز کر رہے ہیں جیسے آپ کو کراچی کا دکھ نہیں ہے اس طرح آپ کسی اور موضوع کو چھیڑنا چاہتے ہیں۔ کراچی جل رہا ہے آپ اسی موضوع کو لیں۔ اور اس پر بحث کریں۔

جناب شفقت محمود۔ کسی اور کی بھی بات سننے کی ہمت ہونی چاہئے۔

(مداخلت)

سید احسان شاہ۔ جناب ہماری بھی تو سنیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی فرمائیں۔

سید احسان شاہ۔ جی کیا فرما رہے ہیں جی؟ گزارش یہ ہے کہ اگر آئین میں پختونخواہ کی گنجائش ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ وہ الیاس بلور صاحب یا مندوخیل صاحب ضرور کہیں۔ لیکن اب بحث ہو رہی ہے کراچی کے حالات پر۔ سندھ کے حالات پر۔ تو پختونخواہ صوبے کا تو آئین میں ذکر نہیں ہے۔ اگر ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ وہ ضرور کریں۔ جب ہو گا تو ہمیں اس سے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ لیکن برائے مہربانی وہ اس division میں نہ آئیں مہربانی کر کے بلوچستان کو بلوچستان کے نام ہی سے پکاریں۔ ہماری یہ گزارش ہے۔ جناب والا۔۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ جی کراچی کے مسئلے پر بات کریں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ جناب والا میں اس حوالے سے بات کروں گا۔ پشتون پاکستان کا حصہ ہیں۔ پشتون کی زمین کو پختونخواہ کہتے ہیں ۔ رہ گئی یہ بات جناب والا ---

حافظ حسین احمد ۔ جناب والا اگر آپ پاکستان کی بات کریں تو زیادہ بہتر ہے ویسے بھی آپ بیٹھے ہوئے ہیں صور پاکستان کی اولاد بیٹھی ہوئی ہے ۔

جناب شفقت محمود ۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر سندھ کے ایک ضلع میں کوئی پنجابی آباد ہے تو میں اس کو جا کر پنجاب کہوں گا ۔ یا اگر بلوچستان میں کوئی پنجابی آباد ہے تو میں جاکر اس کو پنجاب کہوں گا یہ کس قسم کی بات ہے ۔

جناب عبد الرحیم خان مندوخیل ۔ جناب والا ابھی میں نے اپنی بات نہیں کہی رہ گئی ہے ہمارے محترم دوست جب بھی پختونخواہ کا نام آتا ہے کہتے ہیں کہ آئین میں نہیں ہے --- او-- بھائی صاحب آئین میں نہیں تھا ۔ ون یونٹ بنا تھا ۔ لیکن ہم اور بزنجو صاحب نے باقاعدہ کہا کہ بلوچستان اور پھر بلوچستان کے لفظ پر بزنجو صاحب کو چودہ سال سزا ملی ۔

جناب منظور احمد گچکی ۔ جناب والا میں آئین کے آرٹیکل 2 کا حوالہ دینا چاہتا ہوں جس کا ہم نے oath لیا ہوا ہے۔ اس کے مطابق

The territories of Pakistan shall comprise of province of Baluchistan . the North West Frontier, the Punjab and Sindh. We have taken oath

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ ٹھیک ہے ناں جی ۔

جناب منظور احمد گچکی ۔ جب ہم نے oath لیا تو آرٹیکل 2 اس آئین میں جو موجود تھا اور جب تک یہ amend نہیں ہو گا اس ہاؤس میں

Nobody can name a Separate province pashtoonistan or pakhtoon khaw

Mr. Presiding Officer. Thank you very much. let us confine our discussion to Karachi situation .

(مداخلت)

جناب منظور احمد گچکی ۔ جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ آرٹیکل 2 کے تحت جو

کچھ ہم نے عرض کیا ہے اس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ اگر کسی دوسرے صوبے کا نام لیا جاتا ہے جس کا کہ وجود نہیں ہے تو اس سلسلے میں میں چیئر کی رولنگ چاہتا ہوں۔ جب تک آپ رولنگ نہیں دیں گے اس وقت تک آپ proceed نہیں کر سکتے آگے ----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ درست ہے جی اس پر تو رولنگ کی کوئی ضرورت ہی نہیں یہ تو Constitution کا provision ہے ۔

جناب الیاس احمد بلور ۔ یہ سبو تاژ کرنا چاہتے ہیں جناب۔ میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان کو بٹھائیے اور ان کو بولنے دیجئیے یہ کراچی کا اتنا اہم مسئلہ ہے کہ اس کو سبو تاژ کرنا چاہتے ہیں جناب ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ بلور صاحب وہ بیٹھ گئے ہیں اب اس کو ختم کرتے ہیں۔

جناب شفقت محمود ۔ جناب والا میں آئین کی بات نہیں کرتا جناب والا ہمارے دوست نے فرمایا میں اس پر بھی بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن وہ فرما رہے ہیں کہ جہاں بھی پشتونوں کی زمین ہے وہ پختونستان ہے۔ اس کا مطلب ہے کیلیفورنیا میں اگر پختون کسی جگہ آباد ہیں تو آپ اس کو پختونستان کہیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ تو ان کے کہنے سے تو نہیں ہو جاتا نا؟

جناب شفقت محمود ۔ جناب والا میں آپ سے یہ کہوں کہ ایک پنجاب انگلینڈ میں آباد ہے۔ ایک پنجاب ہالینڈ میں آباد ہے۔ ایک پنجاب سندھ میں ہے۔ ایک پنجاب بلوچستان میں ہے۔ تو یہ کیا بات ہوئی؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جی جی فرمائیے ۔

جناب محمد ابراہیم خان ۔ جناب والا ہماری زبان میں ہیں حروف تہجی الف بے یہ اسے بی انگریزی alphabet ہیں یہ انگریزوں کے ہیں۔ غیر لوگوں کے ہیں ۔ انہوں نے NWFP نام رکھا ۔ کوئی مناسبت نہیں ہماری زبان سے ہمارے جغرافیہ سے ہمارے محل وقوع سے یہ کوئی موافقت نہیں رکھتے ان میں نا مناسبت ہے ۔ اس لحاظ سے ہم اگر خود کو پختون کہیں اور اپنی زمین کو علاقے کو جغرافیہ کو ---- خواہ کا مطلب ہوتا ہے اطراف ۔ خواہ پہلو

کو بھی کہتے ہیں۔ خواہ دل کو بھی کہتے ہیں۔ میرے دل میں یہ بات نہیں آ رہی تھی ۔ خواہ کے بہت سارے معنی ہیں ۔ خواہ دل بھی ہے خواہ پہلو بھی ہے۔ خواہ جغرافیہ بھی ہے۔ جناب عالیٰ! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ آپ ذرا ان کو روکیں۔ یہ ہر بات میں مداخلت کیوں کرتے ہیں؟ میں یہ جاننا چاہتا ہوں ۔ ان کو پختون خواہ سے کیوں چڑ ہوتی ہے؟

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میں آپ سب کو درخواست کرتا ہوں ۔

جناب محمد ابراہیم خان ۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں ۔ میں بات کرلوں ۔ تب آپ بولیں۔ جناب عالیٰ ! انگریز نے اس سرحد کو ، جو شمال مغربی تھی ۔ اس علاقے کو فرنٹیئر سرحدی علاقہ کا نام دیا ۔ اب تو پاکستان کی بہت سرحدیں ہیں ۔ کیا ہم علاقوں کے نام سرحدوں کے نام پر رکھیں گے ؟ پنجاب اور سرحد ہے ، سندھ اور سرحد ہے ، یہ بات نہیں ہے۔ ہم اپنے لئے پختون خواہ نام پسند کرتے ہیں یعنی وہ علاقہ ، وہ جغرافیہ ہے جہاں پختون رہتے ہیں۔ پختون ہمارا نام ہے۔ اس اکائی میں ہم ایک حصہ ہیں ۔ یہ چار وحدتیں ہیں۔ بلوچستان ایک صوبہ ہے۔ پختون خواہ ایک صوبہ ہے۔ سندھ ایک صوبہ ہے ۔ آپ کو کیوں اس سے تکلیف ہوتی ہے؟ جناب عالیٰ! آپ ان کو روکیں۔ جب تک کہ میں اپنی بات کو ختم نہ کرلوں ۔ جب میں بات کرلوں تو پھر یہ بیشک کھڑے ہوجائیں ۔

جناب عالیٰ! اگر مجھے یہ اعتراض نہیں ہے کہ وہ کسی باشندوں کو، کسی لوگوں کو کہ وہ اپنے آپ کو ایک قومیت کے نام سے پکاریں تو ان کو کیوں تکلیف ہوتی ہے، جب پختون خواہ کہتے ہیں۔ یہاں اس سنیٹ میں پختون ممبر ۱۹ ہیں اور ۸ ممبر قبائل علاقے کے پختون خواہ سے بیٹھے ہیں۔ اس کے علاوہ بلوچستان کی بھی ، جتنی اس کی آبادی ہے ۔ اس سنیٹ میں اگر دیکھا جائے تو کافی نمائندگی ہے ۔ آپ کیوں اس طریقے سے اس ایشو کو دیکھتے ہیں کہ ہمارے لئے آپ نام بھی پسند نہیں کرتے۔ انگریزوں کا دیا ہوا نام تو آپ کو قبول ہے لیکن جو نام ہم خود اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ وہ آپ کو قبول نہیں ہے ۔ یہ کیا بات ہے؟

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب شفقت صاحب آپ برائے مہربانی بیٹھ

جائیں اور ان کو پہلے بات کرنے دیں۔ یہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب شفقت محمود ۔ میں اس ہاؤس میں کیوں نہیں بول سکتا؟ میں اس ہاؤس میں بولنا چاہتا ہوں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ترین صاحب، بلور صاحب، سب کو میں ذاتی طور پر کہتا ہوں۔ میں ذاتی طور پر پسند کروں گا کہ این۔ ڈبلیو۔ ایف۔ پی کا نام پختون خواہ رکھ لیا جائے۔ اس لئے کہ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر شناخت، قومی شناخت ہے۔ پنجاب ہے، سندھ ہے، بلوچستان ہے، تو اگر فرنٹیئر کا نام آئین میں تبدیل کرکے پختون خواہ رکھ دیا جائے تو میں اس کا خیرمقدم کروں گا۔ آپ اس بات کو غلط سمجھ رہے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جو صوبائی entities ہیں، ان کا نام جو بھی رکھا جائے۔ مجھے قبول ہے۔ پختون خواہ بھی مجھے قبول ہے لیکن جو مندوخیل صاحب بات کر رہے ہیں۔ وہ ایک entirely different بات ہے اور یہ انہوں نے ایک دفعہ نہیں کہی بلکہ انہوں نے کئی دفعہ کہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بلوچستان کا وہ حصہ یہاں پختونوں کی زمین ہے، وہ پختون خواہ ہے۔ اس بات پر مجھے اعتراض ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جہاں پنجابیوں کی زمین فرنٹیئر یا سندھ میں ہے تو ہم یہ کہیں کہ یہ پنجاب ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ پنجابیوں نے کیلیفورنیا میں جا کر بہت زمین خریدی ہوئی ہے، تو میں یہ کہوں کہ وہ پنجاب ہے کیلیفورنیا نہیں ہے۔ یہ عجیب بات ہے۔ مجھے اس پر اعتراض ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ٹھیک ہے۔ آپ کی بات سب کی سمجھ میں آ گئی ہے۔ جی احسان شاہ صاحب۔ آپ فرمائیں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سید احسان شاہ ، جناب والا، میری گزارش صرف اتنی ہے کہ جو شفقت محمود صاحب کہہ رہے تھے کہ اگر صوبہ سرحد کا نام پختونخواہ رکھا جاتا، ہمیں اعتماد میں لیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے پاکستان نیشنل پارٹی کو۔ لیکن اگر بلوچستان جوکہ آئینی طور پر اس کا ایک نام ہے، جس کو بلوچستان کہا جاتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ یہ بھی پختونخواہ ہے تو اس پر ہمیں ضرور اعتراض ہے۔ جناب والا! میری گزارش اتنی ہے کہ جب تک کہ آئین میں بلوچستان ہے تو مہربانی کرکے اس کو بلوچستان پکارا جائے اگر ہمارے فرنٹیئر کے بھائی یہ کہتے ہیں کہ ہم فرنٹیئر کا نام تبدیل کرکے پختونخواہ رکھنا چاہتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ ہیں۔ بلوچستان کے نام

نیشنلسٹ جتنے ابھی بیٹھے ہوئے ہیں میرے ساتھ وہ ان کے ساتھ ہیں لیکن مہربانی کرکے بلوچستان کو کوئی اور نام نہ دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، درست ہے۔ چلیں مندوخیل صاحب ' آپ اپنی تقریر ختم کریں۔

حافظ حسین احمد ، جناب چیئرمین صاحب ' مسئلہ کراچی کا ہے۔ مگر عالم یہ ہے کہ آپ کو بے بس جان کر انہوں نے بٹھا دیا ہے نہ چیئرمین صاحب موجود ہیں ' نہ ڈپٹی چیئرمین ہے۔ نہ وزراء ہیں ۔اور ملک قاسم صاحب ' آپ بھی ہٹ کے بیٹھے ہیں۔ کیا مذاق بنایا ہے۔ پاکستان کی بات کریں۔ کراچی کا مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں یا اور پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، چلئے اس کو ختم کریں۔ کراچی پر بات کریں۔ مندوخیل صاحب آپ شروع کریں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ، جناب چیئرمین! میں اسی جگہ سے شروع کروں گا کہ ہمارے ملک میں استعماری سیاست ہو رہی ہے۔ اور ایک دوسرے پر قبضے کی سیاست ہو رہی ہے۔ اس کا یہ نتیجہ آ رہا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ ابھی یہاں ایک پہلو تو آگیا ہے۔ ایک محترم دوست نے سوال کیا اور وہ سوال صحیح ہے۔ میرے الفاظ کو انہوں نے مسخ کرانے کی کوشش کی ورنہ یہ ہے کہ جہاں پشتون ہیں ' پشتون جو اپنی زمین پر ہیں۔ ایسا نہیں کہ اور کہیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ محترم دوست کے ہم بلوچ قوم پرست ' ان کو یہ خیال رکھنا ہوگا کہ پشتون کی زمین پر ان کو استعماری قبضہ نہیں کرنا چاہئے۔ یہ قانون میں آپ کو بتاتا چلوں کہ جو لوگ دوسروں کو غلام بناتے ہیں ' خود غلام بن جاتے ہیں یہ ایک واضح بات ہے۔

جناب منظور احمد گچکی ، جناب والا ' اگر ہر تقریر میں خوبہ ملک بننے کے بارے میں کوئی مسئلہ ہو ' تو یہ پشتونستان ' پشتونخواہ ۔ اگر یہ فرنٹیر کی بات کرتے ہوں اس کو پشتونستان بناتے ہوں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن وہ ہر وقت اس بات کو کہتے ہیں۔ ہم ان کو ہاؤس میں کہتے ہیں کہ آپ اگر قانون کا احترام کریں۔ آئین کا احترام کریں اور آئین کے مطابق آپ move کریں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کراچی کے مسئلے پر تو آپ آ ہی نہیں رہے ۔ آپ تو کسی اور طرف چلے گئے ہیں ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا ' تو جب یہ جا رہے ہیں ۔ وہ بار بار ایک سوال کرتے ہیں ۔ پوچھتے ہیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کراچی والوں کو تو قربانی کا بکرا مت بنائیں ناں آپ انہی تک بحث محدود رکھیں کیونکہ اس وقت ہم اسی مسئلے سے متعلق گفتگو کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ایک منٹ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ، نہیں صرف ایک گزارش اس سلسلے میں کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ جو تھوڑی سی غلط فہمی ہے ۔ اس کو دور کرنا چاہتا ہوں ۔ میں مختصراً ایک دو منٹ میں اپنی چھوٹی سے بات رکھنا چاہتا ہوں ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک کے اندر آئینی مسائل موجود ہیں اور معاشی مسائل موجود ہیں ۔ سیاسی مسائل موجود ہیں ۔ یہ ایک حقیقت ہے اور ملک کے ۱۲ کروڑ عوام یا ان کے نمائندے یا مختلف وفاقی وحدتوں کے نمائندے وہ اس موجودہ آئین سے مطمئن نہیں ہیں ۔ جو ۱۹۷۳ء کی بھی مسخ شدہ شکل ہے ۔ لیکن ہماری ایک ہی عرض ہے مندوخیل صاحب سے کہ قومی وحدتوں کی بات ' ان کے اختیارات ' مسائل ' حاکمیت کی بات ' یہ مشترکہ بات ہے ۔ یہ ہم سب کرتے ہیں ۔ بات وہاں آکے الجھ جاتی ہے ۔ جب مندوخیل صاحب اس معزز ایوان میں یہ تاثر دیتے ہیں کہ شاید بلوچستان کا کوئی وجود نہیں یا بلوچستان کا جو قومی وحدت کا اپنا ایک وسائل اور حاکمیت کی بات ہے ۔ وہ اس کو شاید تسلیم نہیں کرتے ۔ میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ بلوچستان ' سندھ ' پنجاب کی طرح آپ اپنی قومی وحدت کو پختونخواہ کہیں۔ آپ کو بالکل اس کا حق ہے مگر گزارش یہ ہے کہ یہاں نہ کوئی قابض گر ہے نہ کوئی قبضہ کر رہا ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ان کے اس تاثر سے جو ہم مظلوم لوگوں کو مل کر جدوجہد کرنی چاہئے اس کو نقصان پہنچتا ہے۔ ورنہ اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ پشتون سرزمین پشتونوں کی ہے' بلوچ سرزمین پر بلوچ آباد ہیں' بلوچوں کی ہے۔ سندھی سرزمین سندھیوں کی ہے۔ پنجاب کی سرزمین پنجابیوں کی ہے۔ اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ لیکن مسئلہ وہاں جا کے الجھ جاتا ہے جب آپ اپنے ایک مظلوم بھائی کو قابض گر کہتے

ہیں یا آپ وہاں کی سرزمین کے بارے میں شک و شبہات لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتے ہیں' وہاں مسئلہ ہوتا ہے حالانکہ مظلوموں کو' مظلوم قومیتوں کو اور مظلوم طبقات کو مل کر جدوجہد کرنی چاہیے۔ یہاں ایک بہتر جمہوریت کے لیئے معاشی' سیاسی' قومی حقوق کے لیے مشترکہ جدوجہد کرنی چاہیے۔ ان تمام قوتوں کے خلاف جو حکمران ہیں اور جو ہمارے سارے 12 کروڑ عوام کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف مل جل کر جدوجہد کرنی چاہئیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ چلیئے ٹھیک ہے' اب آپ مندوخیل صاحب ختم کریں۔ میں یہی کہنے والا تھا کہ یہ کتنا اچھا ملک ہے لیکن اس پر حکومت کرنا کتنا مشکل ہے۔

(قہقہے)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ جناب جس حد تک بلوچستان کی بات ہے کبھی بھی ہم نے نہ بلوچستان پر قبضے کی بات نہ ان کے وفاقی یونٹ ----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔اچھا چلیں آپ کراچی کی طرف تو آئیں' خدا کا واسطہ ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ جو پشتون ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ ہمیں پشتونوں کی بڑی عزت ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ جو بھی پشتون ہیں ان کی سرزمین ان کے حقوق کی بات' ہم اپنے ان لوگوں کے حقوق کی بات کرتے ہیں نہ کہ at the cost of Baluch یہ بات تو ہم واضح کرتے ہیں۔ لیکن جب ہم کہتے ہیں بلوچستان نہ کہ at the cose of پشتون' یہ بات واضح ہے۔ ہم کبھی بلوچ ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ چلئے درست' اب آپ کراچی کی بات کریں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ اب کراچی کی بات کریں۔

سردار بشیر احمد خان ترین ۔ مسئلہ کراچی کا ہے۔ کراچی کے موضوع پر بات ہونی چاہیے۔ اس وقت کراچی جل رہا ہے۔ اس وقت کراچی میں قتل عام ہو رہا ہے لہذا باقی باتیں جو ہیں وہ بعد میں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین' اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ملک کی جو سیاست ہے وہ حقیقت میں فیصے کہ یہاں کمانڈر خلیل صاحب نے کہا اور بجا فرمایا کہ لوگوں نے ایسے خلب پہنے ہوتے ہیں اور اندر لڑ رہے ہیں۔ خلب میرا مطلب کراچی والا کیس نہیں' generally ایک خلب پہن کے اپنے مفادات لے رہے ہیں۔ ایک دوسرے پر غلبے کی سیاست کر رہے ہیں' ایک دوسرے کے استحصال کی سیاست کر رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ یہ کراچی میں ہو رہا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہر جگہ یہ سیاست ہے کوئی ہمارے ملک کے قومی' جمہوری' طبقاتی مسائل کو حل کرنے کے بارے میں سنجیدہ نہیں ہے بلکہ اپنے اپنے مفادات کی طرف جا رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ایک بار پہلے ملک تقسیم ہو گیا۔ اب جو ہے یہ مسئلہ سندھ کا' اس بات کو میں واضح کروں۔ یہ سرزمین سندھ کی ہے۔ سندھ میں کراچی ہے' کراچی سندھ کا ہے۔ اب جو نئے حالات پیدا ہونے ہیں' کراچی میں نئے سندھی آئے ہیں۔ میں دوسرے الفاظ استعمال نہیں کروں گا جناب والا۔ اجمل صاحب نے جو بات کی ہے اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے' اگر سندھ کی وہ لیڈرشپ جو کراچی میں ہے وہ یہ جو اخبارات میں ہم پڑھتے ہیں یا جو مختلف دعوے ہم پڑھتے ہیں کوئی یہ کہتا ہے کہ سندھ کو تقسیم کر کے ایک علیحدہ صوبہ یا ملک سے کراچی کو جدا کر کے اسے کوئی اور نام دیا جائے۔ یہ باتیں جناب والا' یہ مسئلہ اس طرح اگر رکھا جائے تو میرے خیال سے حقیقت پسندی ہے کہ کراچی جو سندھ کی سرزمین کا حصہ ایسے مجموعی ملک کا ہے' پھر ملک میں سندھ کا ہے۔ اس طرح اس کے بارے میں بات کرنا یہ معقولیت نہیں ہے۔ اس طرح یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا اور دوسری طرف اگر سندھ کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یعنی میں یہ لفظ استعمال کروں گا "پرانے سندھی"۔ وہ جو الفاظ استعمال کریں کہ نہیں یہ جو شہروں میں لوگ ہیں ان کو ہم کسی طرح بھی تسلیم نہیں کریں گے یعنی ان کا جو حقوق کا مسئلہ ہے سیاسی یا معاشی یا اور ہم تسلیم نہیں کریں گے۔ یہ تضاد ایسے بڑھے گا جناب والا' جیسے کہ ابھی ہے۔ ابھی میں واضح کرتا جاؤں کہ حقیقت میں سندھ میں خانہ جنگی ہے کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ selected killing ہو رہی ہے۔ یعنی ایسی بات نہیں ہے کہ کوئی law and order کا مسئلہ ہے۔ مثلاً اس وقت برسر اقتدار

پیپلز پارٹی اگر اس طرح بیٹھی رہے کہ نہیں جی یہ ایک سادہ امن و امان کا مسئلہ ہے اور ہم کچھ انتظامی حل، فوجی یا دیگر انتظامی حل کریں گے لہذا یہ ایک قسم کی خانہ جنگی ہے اور selected killing ہو رہی ہے ۔ اور ایدھی صاحب نے جو بات کی وہ ایک اہم بات ہے اور ایک غمازی کررہی ہے انہوں نے کہا کہ ملک میں آمریت لانے کے لئے ایک بار پھر ماحول تیار کیا جا رہا ہے اب ایک طرف اگر کراچی میں یہ بحران ہو اور واقعی اپنے حقوق اور مفاد کے لئے صحیح یا غلط عدم تشدد کا کوئی راستہ اختیار نہ کرے اور تشدد کی طرف جائے، ایک طرف تشدد ہو اور دوسری طرف یہ ماحول پیدا ہو کہ نہیں انتظامی حل ہو گا ۔ نتیجہ کیا ہو گا یہ تضاد مزید گہرا ہو گا ایک ٹکر پیدا ہو گی اور اس کے بعد اس کا حل کیا ہو گا وہ سمجھ سکتے ہیں ۔ ہم نے دیکھا ہے بنگال کے بارے میں یہ بات کی گئی کہ نہیں وہ بنگالی ہیں اور وہ تو ایک چھڑی بھی نہیں اٹھا سکتے ۔ یہ یہ وہ ہے۔ لیکن جب ظلم ہوا وہاں، وہی بنگالی ایسے لڑے کہ انہوں نے فوجوں کو شکست دی ۔ اب ہماری یہ تجویز ہے کہ یہ جو مذاکرات ہو رہے ہیں اور اپوزیشن نے ایک تجویز پیش کی کہ ہم تعاون کریں گے ۔ لیکن مرکزی حکومت نے اس کو ایسا لیا کہ آپ جائیں وہاں صوبائی وزیر اعلیٰ سے بات کریں ۔ جناب والا ایسا نہیں ہونا چاہیے یہ ایک ملکی اور سیاسی مسئلہ ہے اس سیاسی مسئلہ کو ملکی سطح پر حل کرنا ہو گا اور اس کو انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے ۔ اس مسئلے پر تمام ملک کی پارٹیوں کو بیٹھنا ہو گا اور اس میں ایک خصوصی پہلو ہے ہمارے دوست ناراض نہ ہوں ۔ کراچی میں ہر تیسرا آدمی پختون ہے ۔ اور وہ وہاں مزدوری کے لئے گئے ہیں اور اگر اب وہاں ان کو زندہ رہنے کا حق نہ دیا جائے، معاشی حق نہ دیا جائے اور اس کا باقاعدہ روزگار بند ہو جائے تو نتیجہ کیا ہو گا۔ اور آپ کو معلوم ہو گا کہ کراچی میں ۱۹۸۶ میں باقاعدہ ہمارے لوگ مارے گئے ۔ اس کو میں نہیں چھپاؤں گا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ پتہ نہیں کس نے مارے کیسے مارے گئے اور یہ کہ ویسے ہی ہمارے پاس جنازے آ گئے اصل میں یہ نہیں بلکہ ہمارے پاس جنازے آتے رہیں گے۔ اور کیوں آتے رہیں گے کیا اس کا کوئی حل ہے اگر ملکی سطح پر اس مسئلے کا کوئی حل ہے تو یہ ہے جناب والا کے مذاکرات کرکے، تمام پارٹیاں، اس میں جو تمام لوگ رہتے ہیں۔ دوبارہ میں اس بات پر زور دیتا ہوں کہ سندھ کے پس میں یہ مسئلہ اور سندھی بھائیوں کو بھی میں request کروں گا کہ وہ adjustment کی پالیسی اپنائیں اور شہروں کے لوگوں کو بھی کہوں گا کہ آپ مہربانی کریں یہ باتیں نہ کریں ۔ اس میں نقصان آپ کا بھی ہو گا اور سندھ کا بھی ۔

اور ایک لا متناہی خانہ جنگی میں آپ پھنس جائیں گے ۔ آپ ایک دوسرے کو مسلسل ماریں گے اور نتیجہ کیا ہو گا؟ بعد میں بھی آپ کو مذاکرات کرنا پڑیں گے لیکن اس وقت اتنا نقصان ہو چکا ہو گا کہ پھر اس کا مداوا نہیں ہو سکے گا ۔ جناب والا ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ہاؤس کو یہ کہتا ہوں کہ آپ مہربانی کرکے اقتدار کا مسئلہ نہ بنائیں ۔ بلکہ اس مسئلہ کو سنجیدہ لیں ۔ اس کو مذاکرات کی بنیاد پر حل کریں ۔ اور پھر بالخصوص سندھی (پرانے اور نئے) بیٹھ کر adjustment کریں اور یہ مسئلہ ایسے حل ہو گا ۔ شکریہ جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ حاجی گل آفریدی۔

حاجی گل خان آفریدی۔ جناب چیئرمین صاحب ۔ میں نے ۲۱ مارچ ۱۹۹۴ سے حلف لیا ہے ۔ ہم اپنے ملک پاکستان کے وفادار ہونگے کیونکہ حلف کے یہی معنی ہیں۔ اس ایوان میں مجھے تقریباً ۹ ماہ ہو گئے ہیں لیکن کراچی کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔ جناب چیئرمین صاحب اگر ہم اس ہال کے اندر جن کرسیوں پر ہم بیٹھے ہیں اور ائیر کنڈیشن چل رہے ہیں اور ہم سینیٹرز صاحبان کراچی کی دہشت گردی کی مذمت کی تقریریں کر رہے ہیں اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ موجودہ حکومت یا اس سے پہلے کی حکومتیں ملک میں امن و امان کی کوششیں ہمیشہ کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ بے گناہ افراد کے ساتھ حکومت کے وفادار پولیس یا فوج نے بھی جام شہادت نوش کیے ہیں۔ کراچی کی دہشت گردی کو ختم کرنے کیلئے ابھی تک کوئی حل نہیں نکلا۔ میں آپ کو اور سینیٹرز صاحبان کو اور تمام پاکستانی بھائیوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کراچی صرف سندھیوں اور مہاجروں کا شہر نہیں ہے بلکہ ہمارے سرحد کے پٹھانوں اور قبائلیوں کا شہر بھی ہے کیونکہ کراچی میں ہر دس قدم پر پٹھان نظر آئے گا ۔ ہم سارے پاکستانی ہیں اور اپنے پاکستانی بھائیوں کیلئے قربانی دینا لازمی سمجھتے ہیں ۔ میری ایک گزارش ہے کہ ہم کراچی کے مسلمان بھائیوں کیلئے کیا تعاون کر سکتے ہیں تا کہ کراچی کی پرانی خوشیاں واپس آ جائیں۔ میں ایک تجویز آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کیوں نہ ہم ۸۲ سینیٹرز اس کے علاوہ ہمارے دو چیئرمین ہیں یعنی چیئرمین وسیم سجاد اور ڈپٹی چیئرمین جبار صاحب اس کے علاوہ دو ہماری خواتین ہیں ہم تمام کراچی کے بھائیوں کی مدد کیلئے صرف دو ماہ کیلئے وہاں جائیں اور وہاں کراچی میں چار یا پانچ علاقے ایسے ہیں جو دہشت گردی کی زد میں ہیں ۔ ہم ان علاقوں میں پولیس کے ذریعے سے یا حکومت

کے ذریعے سے وہاں جائیں اور چیئرمین وسیم سجاد صاحب اور ڈپٹی چیئرمین ہمارے کمانڈر کے طور پر کام کریں گے اور ہماری دو خواتین بہنیں اس میں شامل نہیں ہونگی کیونکہ یہ بندوق کا معاملہ ہے اور بندوق اور کارتوس ہمیں گورنمنٹ کی طرف سے ملنا چاہیئے اور ان دہشت گردوں کو کراچی سے ختم کرنا ہمارے سینیٹروں کا کام بھی ہے نہ صرف یہ کہ اس ایوان میں باتیں کرتے رہیں ۔ ہم حکومت پاکستان سے بندوق اور کارتوس مانگتے ہیں نہ تنخواہ مانگتے ہیں کیونکہ تنخواہ ہم لیتے ہیں ۔ باقی ہمیں پولیس والے جگہ دے دیں جس جگہ پر ہمیں بٹھا دیں گے انشاء اللہ ہمارے لئے یہ جہاد ہو گا۔ انشاء اللہ ہم ۸۲ سینیٹرز یہ قربانی کیا بلکہ کراچی کے جن علاقوں میں یہ دہشت گردی یا ڈاکے یا ظلم وغیرہ ہو رہے ہیں یہ ظالم بے گناہ مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں اور وہ کافر سے زیادہ ظالم ہیں ۔ تو ہمارے ۸۲ سینیٹروں کے لئے ایک جہاد ہے اگر شہید ہو جائیں تو جنت میں جائیں گے اگر غازی ہو گئے تو انشاء اللہ آنے والی نسلوں کیلئے ایک مثال چھوڑیں گے ۔ کراچی میں سخت سے سخت ترین جگہ مجھے دے دو اور یہ بھی میں بتاؤں کہ پشتو کا ایک مثال ہے لشکر میں جاؤ پتہ نہیں کہ موت کی گولی کس کے نصیب میں ہو گی۔ شکریہ۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر۔ جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ یقیناً کافی عرصہ سے ہم کراچی کے حالات پر کئی بار اظہار خیال بھی کر چکے ہیں معزز ایوان میں بلکہ دونوں ایوانوں میں اور اس وقت بھی قومی اسمبلی میں بھی اس مسئلہ پر بحث جاری ہے اور اس طرح اس ایوان بالا میں بھی اس مسئلہ کو ہم سلجھانے کی کوشش کررہے ہیں یہ تو سب کے سامنے ہے۔ میں جناب چیئرمین یہ عرض کرتا چلوں کہ سنجیدگی کا یہ عالم ہے کہ چیئرمین صاحب بھی موجود نہیں ہیں، ڈپٹی چیئرمین صاحب بھی موجود نہیں ہیں اور یہاں پر چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم کراچی کے حالات کے لئے اخوت اور رواداری کی باتیں کریں لیکن ہمارے شفقت محمود صاحب اور دوسرے اللہ ان کی سمجھ میں اضافہ کرے۔ وہ ایک پوائنٹ اٹھا کر یہ تاثر کیوں دینا چاہتے ہیں کہ جناب اپوزیشن میں بیٹھنے والے ہی خود لڑ رہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے پوائنٹ آپ اس وقت score کریں جب مسئلہ کوئی اور ہو، سنجیدہ مسئلہ نہ ہو۔ جناب چیئرمین ' میں کارتوس کی بات نہیں کروں گا علاج بالمثل کی، جس طرح مجھ سے پہلے میرے ایک محترم نے کہا کہ ہمیں کارتوس دے

دیں' گولیاں دیں۔ اگر گولیاں' کارتوس' کلاشنکوف ہی مسئلے کا حل ہوتیں تو کراچی کا مسئلہ کب کا حل ہو چکا ہوتا۔ نہ کلاشنکوف مسئلے کا حل ہے' نہ ہماری ایک درجن سے زیادہ ایجنسیاں' کور کمانڈر اور نہ فوج مسئلے کا حل ہے۔ مسئلے کے حل کے لئے ہمیں یقینا سیاسی طور پر سوچنا ہوگا۔ اور سیاسی انداز میں ہر ایک اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے اگر سنجیدہ کوشش کرے تو یقینا یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

حاجی گل خان آفریدی۔ ہم ان مسلمان بھائیوں کے ساتھ تعاون کریں گے جو گھروں سے نہیں نکل سکتے ہیں۔ حکومت ہمیں بندوق اور کارتوس دے دے اور ہم ان کی حفاظت کریں گے۔ پولیس ہمیں جگہ بتائے گی۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم مسلمانوں کو ماریں گے' ہم دہشت گردوں کو ماریں گے' ہم ظالموں کو ماریں گے۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر۔ درست جناب بیٹھیں۔

حافظ حسین احمد۔ شکریہ جی ہر ایک کا اپنا انداز ہے۔ بہر حال میں تو ایک سیاسی ورکر ہوں۔ جناب چیئرمین' عروس البلاد کراچی۔۔۔۔

(جناب ڈپٹی چیئرمین ہاؤس میں تشریف لائے اور کرسی پر بیٹھے)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ السلام علیکم۔

حافظ حسین احمد۔ شکریہ جناب چیئرمین' دیر آید درست آید آخر آپ کو بھی احساس ہو گیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جلدی آیا دیر سے تو نہیں آیا۔

حافظ حسین احمد۔ واپس تو نہیں جائیں گے نہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ کو اٹھا کر جاؤں گا۔

سید مسعود کوثر۔ میں آپ کے sense of humor کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ابھی تک تو غلبہ حافظ صاحب کا تھا لیکن آپ کا جواب سن کر ۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب ارشاد۔

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین میں گزارش کررہا تھا کہ کراچی ایک ایسا شہر تھا جو عروس البلاد کہلاتا تھا اور روشنیوں کا شہر تھا آج وہ تاریکیوں کا شہر ہے۔ آپ وہاں پر D.I.G. بھی رہے ہیں آپ کو مجھ سے زیادہ معلومات ہوں گی ۔ لیکن محمد بن قاسم ایک مسلم خاتون کی فریاد پر اسی کراچی میں داد رسی کے لئے پہنچے تھے۔ آج ہماری کتنی مائیں، کتنی بہنیں نوحہ کناں ہیں اور فریاد کررہی ہیں لیکن ہم سنجیدگی سے کراچی کے مسئلہ پر بحث کرنے اور بحث کو سننے اور اس میں حاضری دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ صرف اپنی تقریر کرکے جانا اور یہ سمجھنا کہ اس سے مسائل حل ہوں گے' یہ انتہائی غلط رویہ ہوگا۔ کراچی جو غریب پرور شہر تھا اور محبت نگر کہا جاتا تھا' آج اسے دہشت نگر بنا دیا۔ لوگ وہاں آکر آباد ہوتے تھے۔ لیکن آج کراچی کے مالک باہر جارہے ہیں۔ الطاف حسین ہمارے محترم جو ہیں ان کو تو لندن میں جانے کی سہولت ہے' وہ جاسکتے ہیں' ایدھی صاحب کو بھی پہنچایا جا سکتا ہے۔ لیکن وہ غریب کراچی کے باسی وہ کہاں جائیں' ان کیفگاہیں ان ایوانوں کی طرف ہیں۔ ان ایوانوں کے ارکان کہیں تو ہانک سکتے ہیں لیکن سنجیدگی سے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔جناب والا' اس کا ذمہ دار میں بھی ہوں' آپ بھی ہیں لیکن سب سے بڑی ذمہ داری حکومت کی ہے جسے چاہیئے کہ وہ اسے انا کا مسئلہ نہ بنائے بلکہ سیاسی بنیادوں پر اس کو حل کرنے کی کوشش کرے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایدھی صاحب کی طرح' صرف کراچی سے ہجرت کرنا مسئلے کا حل نہیں ہے۔ اگر سب اسی طرح جان چھڑاتے رہے ایوانوں سے بھی بھاگتے رہے' کراچی کو بھی چھوڑ کر جاتے رہے تو پھر ہم یہی کہہ سکیں گے کہ

ہمارے گھر میں یوں تو کیا نہیں ہے

فقط اس میں کوئی رہتا نہیں ہے

ہم سمجھتے ہیں کہ یہاں پر کراچی میں اخوت کے لیے بحث کرتے ہوئے ہم آپس میں صوبوں اور قومیتوں کے حوالے سے الجھ پڑے ۔ مجھے ظفر علی خان صاحب کا شعر یاد آیا کہ ۔

رہے آباد پاکستان اندلس یاد آتا ہے

جہاں کی مسجدیں ہیں مستقل تصویر ویرانی

وہاں کے بھی مسلمان دور آخر میں یہ کہتے تھے

یہ مصری ہے' وہ شامی ہے' یہ اعرابی' وہ سوڈانی

جناب میں ان معاملات میں نہیں پڑنا چاہتا کیونکہ یہاں کئی پوائنٹس آف آرڈر اٹھیں گے لیکن صرف

اتنی سی گزارش کروں گا کہ خدارا اخوت اور رواداری کی بنیاد صرف کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول الا اللہ ' ہی ہو سکتاہے ۔ آیئے تمام رنجشوں کو ہم دلوں سے نکال دیں اور اس بنیاد پر کہ ہمارے بھائی لا الہ اللہ کے نعرے پر ہمارے ساتھ آئے ' اگر آپ قومیت کی بات کرتے ہیں اور لسانیت کی بات کرتے ہیں ' آپ بلوچ ''پٹھان' پشتون اور پنجابی اور سندھی کی بات کرتے ہیں تو یقینا" ' میں سمجھتا ہوں کہ بنگال کے مسلمان جن کی زبان' جن کی ثقافت ہم سے نہیں ملتی تھی لیکن وہ ایک نکتہ اتحاد تھا جس کی بنیاد پر مشرقی پاکستان کے ہمارے بنگالی مسلمان بھائیوں نے ہمارا ساتھ دیا ۔ جناب والا' میں سمجھتا ہوں کہ حالات کی نزاکت کو محسوس کیا جائے ' غیر جماعتی ایوان' غیر جماعتی الیکشن اور ضیائی آمریت کا دور ان تمام شاخسانوں کا منبع اور موجد رہا ہے اور ہمارے ہاں ایک عجیب دستور رہا ہے کہ جو شخص جس کو آگے لاتا ہے وہی اس کے گلے پڑتا ہے ۔ یہ ہماری قومی روایت ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ کبھی وہاں مہاجر اور پٹھان کی لڑائی ہے ' کبھی مہاجر اور سندھی کی لڑائی ہے ' کبھی مہاجر اور مہاجر کی لڑائی ہے ۔ یہ ایک مستقل سازش اور ایک خطرناک فارمولا ہے جس کے تحت عمل کیا جا رہا ہے ۔ جناب چیئرمین' مجھے آپ کہنے دیں کہ ہم تو صرف بحث کرتے ہیں لیکن کاش ہمارے ان دوستوں اور ہمارے حکمرانوں کو اتنا خیال آئے' وہ سمجھیں کہ اس انداز میں صلح نہیں ہو سکتی کیونکہ میری معلومات کے مطابق لڑانے والے صلح کرانے والوں سے زیادہ طاقتور نظر آتے ہیں۔ آپ اپنے مشترکہ دشمن کو پہچانیں ۔ جناب والا' میں یہی گزارش کروں گا ' عبداللہ شاہ صاحب ہمارے دوست ہیں اگر ان سے حالات نہیں سنبھلتے ' ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں ۔ آج بھی سینیٹ ان کے لیے اداس ہے ۔ لیکن عجیب بات ہے کہ آپ مرض کے بارے پوچھیں نہیں' اس کی تشخیص نہ کریں ۔ مریض کے قریب نہ جائیں اور مریض کو اپریشن تھیٹر لگا دیں اور ڈھائی سال کا طویل ترین اپریشن کریں اور اس کے بعد کہیں جناب ! یہ کامیاب نہیں ہے اور مریض صحت یاب نہیں ہو رہا ہے ۔ اس لئے-----

(اذان عصر)

حافظ حسین احمد۔ جناب میں تو اذان کے بعد تقریر نہیں کروں گا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی حافظ صاحب فلور آپ کے پاس ہے۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب میں یہ نہیں کرسکتا۔ میں نماز کے بعد انشاء اللہ بولوں گا۔ اذان کے بعد نماز کی تیاری ہوتی ہے اور اس درمیان میں تقریر نہیں کرسکتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وہ تو جو فیصلہ ہو گا ویسے ہی کیا جائے گا۔

حافظ حسین احمد ۔ میں گزارش کروں گا کہ اذان کے بعد بھی اگر نماز کے لئے نہیں جائیں تو پھر میں تو یہ نہیں کر سکتا۔ آپ نماز کے بعد بیٹھیں یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اگر آپ کی رائے ہو تو دونوں اطراف سے نماز کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ جائیں۔ because we want to wind it up today. I think it is better that we should sit after the prayer.

حافظ حسین احمد۔ ہم تیار ہیں جی۔ کراچی جل رہا ہے۔آپ ایک دن نہیں بیٹھ سکتے۔

Mr. Deputy Chairman: Yes. why not. Because this is an important issue.

ٹھیک ہے تو ڈاکٹر صاحب آج اس کو wind up کرتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ wind up بھی ہو جائے اور یہ آئٹم نمبر II بھی لے لیا جائے۔

Mr. Deputy Chairman: So. the House is adjourned to meet again after half an hour.

[The House then adjourned for Zohar Prayers]

[The House re-assembled after interwal with Mr. Deputy Chairman (Mr. Abdul Jabbar)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

Syed Iqbal Haider: Concluding speech, Sir.

Mr. Deputy Chairman: No. Hafiz Sahib was on his legs. Let him continue.

حافظ صاحب floor آپ کے پاس تھا۔ بسم اللہ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ وقت کا ضرور خیال فرمائے گا۔

حافظ حسین احمد۔ شکریہ جناب۔

سید اقبال حیدر۔ نہ، نہ وہ بات مت کرنا۔ (اس موقع پر جناب اقبال حیدر صاحب صوبیدار مندوخیل صاحب کی طرف جاتے ہیں اور انھیں کورمpoint out کرنے سے منع کرتے ہیں)

حافظ حسین احمد۔ Point raise کردیا ہے انھوں نے، کورم پورا نہیں ہے۔ Rules آپ معطل کریں گے --- ہم تو جناب لڑتے رہے اس مسئلے پر کہ جو یہاں کے Rules ہیں ---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ اپنی تقریر فرمائیے گا۔

حافظ حسین احمد۔ میں گزارش کررہا ہوں، آپ میری بات اگر غور سے سنیں گے تو ٹھیک ہے۔ جناب میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے محترم دوست جناب صوبیدار مندوخیل صاحب نے یہ point raise کیا ہے کہ کورم نہیں ہے اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ میرے لیئے ممکن نہیں ہے--- آپ تو کرسکتے ہیں ---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ حافظ صاحب میں نے حقیقتاً نہیں سنا۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ اگر آپ نے نہیں سنا تو میں دوبارہ کہہ دیتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب حافظ حسین احمد۔ جناب آپ میرے خیالات جاننا چاہتے ہیں۔ آپ کورم پورا کریں۔ حکومت کی ذمہ داری ہے۔

سید اقبال حیدر۔ آپ کرنا ہی نہیں چاہتے۔

جناب حافظ حسین احمد۔ میں کیوں نہیں کرنا چاہتا ہوں، یہ کوئی بات ہے، آپ

مجھ پر الزام لگا رہے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ rules پر کیوں عمل نہیں کرتے ۔ اگر چیئرمین صاحب اور آپ کورم پورا کریں تو ہم کیوں نہیں بولیں گے۔

Mr.Aftab Ahmed Sheikh: Mr.Chairman quorum is complete.

Mr.Deputy Chairman: I hereby declare that the quorum is complete.

حافظ صاحب میں مشکور ہوں آپکا کہ آپ نے کورم کی نشاندہی کی ۔ اب کورم پورا ہوگیا ہے آپ اپنی تقریر شروع کریں۔

حافظ حسین احمد۔ لائیں جی لائیں کوئی کرانے پر لائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ نے کچھ اشعار کہے تھے۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئرمین ' میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ جہاں تک کراچی کا مسئلہ ہے تو جنرل ضیاء الحق کے دور میں جس انداز میں پاکستان کی سیاست کی بساط کو لپیٹنے کی کوشش کی گئی اور اس کے ساتھ ہی غیر جماعتی ایوان اور غیر جماعتی الیکشن اور غیر جماعتی انداز کو روشناس کرایا گیا ۔ میں یہ کسی پر الزام نہیں لگاتا کہ کونسی پارٹی کب بنی ' کس نے بنائی ۔ لیکن میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ جب نظریہ نہیں رہے گا ' جب اصول نہیں رہیں گے ' جب سیاسی جماعتیں نہیں ہونگی تو پھر یقیناً غیر جماعتی انداز پر اگر الیکشن ہونگے تو اس الیکشن میں raise ہونے والے issues بھی اور ہوں گے ۔ پھر وہ الیکشن قبائیت کی بنیاد پر لڑے جائیں گے ۔ وہ الیکشن لسانیت کی بنیاد پر ہونگے ۔ وہ الیکشن مختلف تعصبات اورمنافرت کی بنیاد پر ہوں گے ۔ لیکن اس وقت جو صورتحال ہے ۔ اس میں ' میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صرف صوبے کا مسئلہ نہیں ۔ دو جماعتوں کا مسئلہ نہیں ہے ۔ اگرچہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس ایوان میں PPP کی طرف سے جناب رضا ربانی صاحب اور MQM کی طرف سے جناب اشتیاق اظہر صاحب نے یہ کہا کہ جناب یہ مسئلہ تو ہم دونوں کا ہے ۔ ہم دونوں بیٹھ کر اس کو حل کریں گے ۔ میں یہ چیلنج نہیں کرتا ۔ جناب چیئرمین اگر ان دونوں کا مسئلہ ہے اور انہوں نے یہ اعتراف کیا ہے اس فلور پر ' یہ ریکارڈ پر موجود ہے ۔ تو پھر دونوں نے یہی بات کی ۔ PPP اور MQM نے بھی ۔ اس اعتراف حقیقت کے بعد ' اس فلور پر ' وہ خود یہ کہتے ہیں کہ جناب یہ ہمارا مسئلہ ہے تو پھر یہ بتایا جائے کہ آخر وہ کونسے عوامل ہیں ' وہ کونسی چیزیں ہیں ' وہ کونسے خفیہ ہاتھ ہیں جو آپ

دونوں کو اس مسئلہ کو حل کرنے نہیں دیتے۔

جناب چیئرمین ، ہم سمجھتے ہیں کہ اگر واقعی یہ صرف دو جماعتوں کا مسئلہ ہے۔ تو پھر آل پارٹیز کانفرنس بلانے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر تو دو پارٹیز کانفرنس ہونی چاہیئے۔ یہاں پہ MQM اور ساتھ PPP مل بیٹھے اور وہ فیصلہ کریں۔ یقیناً اس میں اگر ہماری یا اور جماعتوں کی ضرورت درپیش ہو تو ہماری خدمات حاصل ہیں۔ ہم چاہیں گے کہ ہم ان کو بٹھائیں ، ان کی خدمت کریں تاکہ وہ اس مسئلے کو حل کر سکیں۔ میں نے پچھلی بار بھی یہی گزارش کی تھی کہ حالات سے راہ فرار کبھی بھی حالات کو سدھارنے نہیں دیتی جو لوگ قوم کی، افراد کی، جماعتوں کی اور ملت کی قیادت کے دعوے دار ہیں۔ جو لوگ اپنے آپ کو قائد سمجھتے ہیں۔ ان میں یہ قائدانہ صلاحیت اور یہ قائدانہ جرات ہونی چاہیئے کہ وہ آ کر حالات کا مقابلہ کریں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ہمارے محترم قائد جناب الطاف حسین صاحب ہوں۔ اب تو ایک ریت بنی ہوئی ہے جناب سارے کے سارے لندن پہنچے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ملک جل رہا، کراچی جل رہا ہے ملک کے حالات مخدوش ہیں، روزانہ لاشیں اٹھتی ہیں۔ کراچی لاشوں کا شہر بن چکا ہے یقیناً آپ آیئے۔ جب آپ دونوں سمجھتے ہیں کہ ہم ہی ان کے ذمہ دار ہیں، ہم دونوں ہی بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کر سکتے ہیں۔۔ اس حقیقت کے بعد بھی اگر اس مسئلے کو وہ حل نہیں کرتے ، حل نہیں کرنا چاہتے تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بھی اسی طرح اس میں مجرم ہیں اور چشم پوشی اور اس مسئلے کے حل کے لیے کوششیں نہ کرنا بھی اس جرم میں شامل ہے۔ جناب چیئرمین، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جنہوں نے درد دیا ہے انہی سے دوا کی توقع کی جاتی ہے۔ اس دوران، میں موجودہ حکومت کے اس اقدام کو کہ انہوں نے فوج کو اس معاملے سے الگ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسے میں قابل تحسین سمجھتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ فوج کا اصل مقام اور فوج کا اصل کردار یہ ہے کہ وہ صرف اور صرف ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کا دفاع کریں۔ اور فوج کو اس انداز میں استعمال کرنا اور کئی سالوں تک ، اور اس کے ساتھ نتائج کا جہاں تک تعلق ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ فوج کے استعمال کے بعد بھی حالات ٹھیک نہیں ہوئے بلکہ حالات مزید خراب ہوتے گئے ہیں۔ جناب چیئرمین میں اس حوالے سے ایک بار پھر یہ گزارش کروں گا کہ یہ مسئلہ صرف بحث کا نہیں ، یہ مسئلہ صرف کسی تحریک التواء ، کسی debate کا اور کسی انداز میں خبریں چھپوانا کا نہیں بلکہ مسئلہ سنجیدگی کا متقاضی ہے۔ یقیناً اگر میں نے یہ بات کی تو میں سمجھتا ہوں کہ قوم کو

اور اہل کراچی کو ہم یہ تاثر دیں کہ جناب ہم آپ کے اس درد میں اس دکھ میں شریک ہیں اور ہمسنجیدگی سے آپ کے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں۔ میں یا کوئی اور منسٹر صاحب خود یہاں پر، اقبال حیدر صاحب جن کا تعلق کراچی سے ہے لیکن ان کے پاؤں میں جو چکر ہے، کاش وہ کم از کم کراچی کے حوالے سے، اہل کراچی کا ان پر احسان ہے کہ انہوں نے انہیں لیڈر بنا دیا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کم از کم سنجیدگی سے یہاں پر بیٹھیں، جو تجاویز ہیں محترمہ فضہ جونیجو صاحبہ اور دوسرے ہمارے دوستوں نے بڑی اچھی تجاویز دیں لیکن میں کہتا ہوں کہ ایک شخص نے بھی بلکہ کابینہ کے وزراء میں سے کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہیں دی ہے اور نہ کوئی شخص اس کے notes لے رہا ہے۔

ملک محمد قاسم۔ میں لے رہا ہوں۔

حافظ حسین احمد۔ نہیں لے رہے آپ، آپ کیا لے رہے ہیں وہ تو الگ بات ہے لیکن notes نہیں لے رہے۔ جناب چیئرمین، میں یہ گزارش کروں گا ---

Mr. Deputy Chairman: Order in the House please.

حافظ حسین احمد۔ جناب میں سنجیدگی سے ---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ notes لے رہے ہیں وہ۔

حافظ حسین احمد۔ جناب ہماری قومی روایت کے بارے میں، میں نے عرض کیا تھا یہ رہی ہے کہ ہر چیز کو بنانے والے، جو بننے والا ہے وہ بنانے والے کے گلے پڑ جاتا ہے۔ تفصیل میں نہیں جاتا کہ کس نے کس کو supersede کیا، پھر کس نے کس کو لٹکایا، یہ الگ داستان ہے۔ لیکن ایک اہم بات جس کی طرف میں ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر ہم ایک مسئلے کو سلجھانے کی طرف جاتے ہیں۔ اور ایک مسئلے کے متعلق ہم سنجیدہ ہیں تو یقیناً ہمیں دیگر مسائل ایسے پیدا نہیں کرنے چاہئیں اور پیدا شدہ مسائل کو اس انداز میں نہیں اچھالنا چاہئیے کہ اس کارخیر میں دیر ہو یا اس کارخیر میں رکاوٹ ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین، میں گزارش کروں گا کہ اس وقت ہم سمجھتے ہیں

کہ کراچی کے حالات کے لیے افہام وتفہیم کی فضاء انتہائی ضروری ہے۔ سیاسی سطح پر، پارلیمانی سطح پر، اقتصادی سطح پر، معاشی سطح پر، ہر لحاظ سے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ واقعی سندھ بچے، کراچی بچے اور وہاں پر امن و امان کی صورتحال ہو اور فوج کی مداخلت کے بغیر، فوج کے بغیر ہم سیاست دان، پاکستان پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم اور دیگر ہمارے دوست مل کراس مسئلے کو حل کریں۔ تو اس کے لئے ملک کی سیاسی فضا کا صحیح ہونا بھی ضروری ہے۔ آپ اس خوش فہمی میں رہیں کہ جناب ہم ملک کی سیاسی فضا کو گندہ کریں ہم یہاں پر صوبوں کے نام، صوبوں کی تقسیم کی بات کریں اور ہم یہاں پر point raise کر کے اپوزیشن میں بیٹھنے والے ارکان کے درمیان rift پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ہم یہاں پر پارلیمنٹ کو چیلنج کریں، ہم یہاں پر چیئرمین کی رولنگ کو چیلنج کریں ہم یہاں پر اسپیکر کی رولنگ کو چیلنج کریں اور اس کے بعد یہ توقع رکھیں کہ ہم جمہوری انداز میں، سیاسی انداز میں، اس مسئلے کوحل کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت حکومت اور اپوزیشن بمقابلہ دہشت گردی ہونے چاہئیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ حکومت بمقابلہ اپوزیشن، اپوزیشن بمقابلہ حکومت تو ہماری روایت رہی ہے لیکن پہلی بار حکومت بمقابلہ پارلیمنٹ آ چکی ہے۔ میں دست بستہ گزارش کروں گا کہ اگر حکومت بمقابلہ پارلیمنٹ کا یہ فرشتہ الکشتی اسی طرح جاری رہا اور اقبال حیدر صاحب اسی طرح جلتی پر تیل ڈالتے رہے یقیناً کراچی کے مسئلے کا حل، یہ خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس free style کو ختم ہونا چاہیئے۔ اور اسے اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیئے۔

جناب چیئرمین! میں اپنی بات مختصر کرتا ہوں۔ میں یہی سمجھتا ہوں کہ کراچی جو روشنیوں کا شہر تھا۔ اس میں اب تاریکیاں ہیں۔ جہاں پر گھر سے لوگ نکلتے ہوئے، گھروالوں سے یہ کہتے ہیں کہ رات تک ہم جا رہے ہیں، اپنے روزگار پر اپنے دفتروں میں، اپنے کام پر لیکن یہ پتہ نہیں کہ وہ خود تشریف لاتے ہیں یا ان کی لاش لیکن بعض ایسے ہیں کہ ان کی لاشیں بھی ان کے گھروں تک نہیں پہنچ سکتی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سنجیدگی سے ان مسائل کو اٹھایا جانے۔ کراچی کا نام آتے ہی جہاں روشنیوں کا شہر، جناب راشدی صاحب کے والد صاحب کا نام یاد آتا تھا وہاں پر جناب کراچی کے ساتھ ساتھ جناب الطاف صاحب اور جناب ایدھی صاحب کا نام بھی یادآتا ہے لیکن آپ دیکھیئے کہ یہ لوگ کیوں کراچی چھوڑ کر چلے گئے۔ میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ آپ لوٹ آئیں، آپ کو کچھ نہیں کہا جانے گا۔ جیسے گم شدہ بچے کا اشتہار دیا جاتاہے

کہ جناب گھر آ جانے اس کو کچھ نہیں کہا جائے گا ۔ اس کی والدہ کی طبیعت بڑی خراب اور وہ اداس ہیں ۔ ہم سمجھتے ہیں یہ بھی آ جائیں لیکن ایک بات میں ان سے کہوں گا کہ ایدھی صاحب نے جو بیانات دیئے ہیں اور ایدھی صاحب کے بیانات کے جواب میں غزل کے طور پر جناب چوہدری نثار علی صاحب کے جو بیانات چھپے ہیں یہ بتایا جائے خدارا کہ ایدھی صاحب اور نثار صاحب کی زبان میں کون کون بول رہے ہیں۔ یہ جناب انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے۔ ان تمام حقائق سے پردہ اٹھنا چاہیے آخر وہ کون سے عوامل ہیں پارلیمنٹ کو بتایا جائے اور پارلیمنٹ کے سامنے یہ بات آنی چاہیئے۔ یہ بتایا جائے کہ وہ کون سے عوامل تھے جنہوں نے عبدالستار ایدھی جیسی شخصیت کو اس بات پر مجبور کیا اور استعمال کرنے کی کوشش کی اور یہ بھی بتایا جائے کہ صرف چوہدری نثار صاحب کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ ایدھی صاحب کے بیانات کو اس انداز میں لیں ۔حالانکہ یہ کار خیر یا کار شر تو مشاہد حسین صاحب اور ہمارے مسلم لیگ کے انفارمیشن سیل کا کام تھا ۔اصل میں جناب گزارش یہ ہے کہ مسئلہ اتنا گھمبیر ہے ۔ اور اللہ کے فضل سے یہ سارے ساتھی جن کو جانا تھا وہ چلے گئے اور مجھے آپ سب سے توقع ہے اور انشاء اللہ عصر کی اذان سے پہلے میں ختم کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ابھی جناب آپ کے پچیس منٹ ہو گئے ہیں ۔ذرا مختصر کریں ۔

حافظ حسین احمد ۔میری گزارش ہے کہ ان عوامل کا سد باب کیا جائے جن کی وجہ سے عبدالستار ایدھی صاحب چلے گئے ۔ہاں میں گزارش کروں گا کہ یہ بھی تحقیق کرائی جائے کہ چوہدری نثار صاحب نے جس انداز میں بات کی اور ایدھی صاحب نے بات کی اور ایدھی صاحب واپس آ رہے ہیں ۔ ہم کہتے ہیں کہ اچھی بات ہے کہ واپس آئیں۔ جب وہ واپس تشریف لائیں گے اللہ تعالی ان کی زندگی کو سلامت رکھے توشاید اللہ تعالی انہیں جرات دے تو وہ کچھ حقائق سے پردہ اٹھائیں گے ۔میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ ملک کی جو درجنوں ایجنسیز ہیں ان کا بھی احتساب کیا جائے ۔ آخر یہ ایجنسیاں کس مرض کی دوا ہیں ۔ یہ اس لئے ہیں کہ جب حکمران ہو چوہدری صاحب وزیر داخلہ ہوں تو ان کے گھر کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں ۔ سارے کے سارے اسلام آباد کے سپاہی مکھیوں کی طرح جیسے وہ گڑ پر جمع ہوتی ہیں' چوہدری صاحب کے گھر کے سامنے جمع تھے۔ اسلام آباد میں چاہے کسی کا بیڑا غرق ہو ' کسی صحافی کے گھر میں چوری ہو'

کہیں ڈاکہ پڑے پولیس کو پتہ نہیں اور ساری پولیس چوہدری صاحب کی حفاظت کرے اور پھر جب باہر صاحب تشریف لائے وہ ساری پولیس ایک باؤلے جانور کی طرح تلاش میں رہتی ہے کہ چوہدری صاحب کس دروازے سے نمودار ہونگے تا کہ ان کو پکڑا جائے ۔ جناب چیئرمین یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے ۔ ان ایجنسیوں کا کام آپ کا تعاقب کرنا ' میرا تعاقب کرنا ' کسی کی حفاظت کرنا ' کسی کو گرفتار کرنا نہیں ہے یہ ایجنسیاں ملک کی ' قوم کی ' عوام کی ' ان کے خون پسینے کی کمائی اور ٹیکسوں سے چلتی ہیں ان کا کام عوام کی حفاظت کرنا ہے ۔ میں اس سے متفق نہیں ہوں کہ آپ یہ کہیں کہ جناب یہ تو فرقہ واریت ہے ۔ مذہبی سطح پر جو بھی شخص اٹھتا ہے --- میں یہ کہتا ہوں کہ ہم مذہبی ' لسانی ' قومی تمام فرقہ واریت کے خلاف ہیں ۔ فرقہ واریت صرف مذہبی بات نہیں ۔ فرقہ واریت صرف سنی ' شیعہ کے درمیان نہیں ۔ فرقہ واریت ایک وسیع معنی رکھتا ہے ۔ فرقہ واریت وہ بھی ہے جو پوائنٹ آف آرڈر پر اس معزز ایوان میں کچھ دیر پہلے ہوتا رہا ۔ کیا یہ فرقہ واریت نہیں ہے ؟ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ایوان بالا کے ارکان کھڑے ہو کر یہ کہیں کہ جناب اس حصہ کو کس نام سے پکاروں کیا نام ہے تمہارا ۔ میں ان باتوں میں نہیں جاتا لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ جناب فرقہ واریت قابل مذمت ہے ۔ چاہے وہ مذہب کی بنیاد پر ہو ۔ فرقہ واریت قابل مذمت ہے اور ایک لعنت ہے جو قومیت کی بنیاد پر ہو ۔ فرقہ واریت قابل نفرت ہے کہ وہ لسانیت کی بنیاد پر ہو ۔ فرقہ واریت قابل نفرت ہے جو تشدد کی بنیاد پر ہو ۔ جناب چیئرمین ۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر ایک گروہ ' ایک جماعت جو فرقہ واریت میں ملوث ہے وہ گروہ وہ جماعت اس کو پتہ ہے کہ میرے ٹارگٹ کون ہیں ' میرے مخالفین کون ہیں اور مخالفین کو بھی پتہ ہے کہ میرے مد مقابل کون لوگ ہیں لیکن لاہور میں اگر ایک مسجد کے اندر جو ایک تھانے کی چاردیواری کے اندر ہے ' جہاں تھانہ بھی کھلا ہوا ہے تھانے دار بھی بیٹھا ہوا ہے اور پولیس والے بھی بیٹھے ہوئے ہیں وہاں پر اندر جا کر جب عصر کی نماز کی صف بندی ہوتی ہے تو دن دھاڑے موٹر سائیکل پر سوار اشخاص آ جاتے ہیں اور وہاں پر بم پھینکتے ہیں اور بخیر و خوبی با عافیت اپنے اڈوں کو واپس پہنچتے ہیں اور اس وقت کہتے ہیں کہ جناب باہر سے دہشت گرد آ رہے ہیں ۔

میں جناب چیئرمین بصد احترام آپ سے پوچھوں گا کہ اگر باہر سے کوئی دہشت گرد ی ہو باہر سے کوئی حملہ ہو تو کیا اس کا دفاع اس کا تدارک کیا حکومت کا فرض نہیں؟ جناب

چیئرمین امن و امان کی صورتحال اور امن و امان کی بحالی ---

(مداخلت)

حافظ حسین احمد۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ میں نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ جو ایجنسیز ہیں ، جو ہمارے ہاں فورسز ہیں ان کا آئینی رول ہونا چاہیے۔ ان کا ایک آہنی رول ہے ۔ آہنی رول ان کو اللہ نے عطا کیا ہے وہ ملک کا دفاع ہے اور ملک کے نظریات کا دفاع ہے ۔ ان کو کسی آئینی رول کی ہم اجازت نہیں دے سکتے کہ فوج یہ سمجھیں کہ ہمیں آئین میں کوئی رول دیا جائے ۔ ہم کہتے ہیں کہ جب role نہیں تھا آپ ہمیں rule کرتے گئے اور خدا نخواستہ ہم آئینی role دیں پھر اگر اسلم بیگ جیسے لوگ آئے تو اس ملک کا اللہ حافظ ہو گا۔

جناب چیئرمین میں بالکل مختصر بات کو کر رہا ہوں اور میں یہ سمجھوں گا کہ صوبائی حکومت اور ہمارے محترم عبداللہ شاہ صاحب کو آزمائش میں نہ ڈالا جائے اور اس حوالے سے اس کی اہمیت کو کم نہ کیا جائے کہ یہ جناب ایک صوبے کا مسئلہ ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ صوبہ بلوچستان ، صوبہ سندھ ، صوبہ سرحد ، صوبہ پنجاب یہ تمام صوبے جو ہمارے ہیں ، یہ پاکستان کا حصہ ہیں ، ہمیں صوبوں سے زیادہ پاکستان کی بات کرنی چاہئیے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے حوالے سے ان کو بٹھا کر ---- ، کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ جناب یہ صوبہ کا مسئلہ ہے ، حالانکہ وزیر اعظم تو پاکستان کی ہیں ، وزیر داخلہ پاکستان کے ہیں ، شیخ رفیق صاحب پاکستان پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل ہیں ، لیکن یہاں بات یہ کی جاتی ہے کہ جناب صوبائی مسئلہ ہے ۔ جناب میں صرف دو تین تجویزیں دیتا ہوں۔ ہمارے بلوچستان کے ، بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا ، ایک منسٹر بنے تھے ، آدھے منسٹر تھے ، جناب لاسی صاحب ، ان کے گھر پر بھی فائرنگ ہوئی ۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہاں کی حکومت کے عہدیدار اور ایک وفاقی منسٹر بھی اگر محفوظ نہ ہو تو پھر ایک عام شہری کا کیا ہوسکتا ہے؟ میری ایک تجویز یہ ہے کہ اگر واقعی حکومت سنجیدہ ہے ، یہاں پر سنجیدگی کا عالم نہیں ہے ، لیکن یہاں ان کی مصروفیات ہیں ، میری تجویز یہ ہے کہ سینٹ کا ، قومی اسمبلی کا ، بلکہ پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس آپ کراچی میں بلائیں۔ ملک ہے تو ہم ہیں۔ یہاں پر اگر ہم آسکتے ہیں ، آپ تمام قومی اسمبلی اور سینٹ کے ارکان کراچی میں بیٹھے رہیں اور وہاں اجلاس ہو قومی اسمبلی کا اور اس وقت تک آپ نہ اٹھیں جب تک آپ اس شہر کی روشنیوں کو بحال نہیں کرتے۔ اور جناب چیئرمین ، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اہل اقتدار ، اپنی کاروباری مصروفیات کو ،

اپنے percentage کو 'Privatization Commission' کے کمیشنوں کو ذرا پس پشت ڈالیں اور مکاور قوم کو بچانے کے لئے میدان عمل میں کودیں۔ تاکہ خدا نخواستہ اگر اس طرح ہوا تو پھر یہ تقسیم در تقسیم ہوگا ۔ پھر لیاری والے الگ اپنی بات کریں گے اور ملیر والے الگ' خدا نخواستہ خدا نخواستہ اس اتحاد اور یکجہتی اور پاکستان کے اس اتحاد کا اللہ تعالی شیرازہ نہ بکھیرے۔ تو جناب چیئرمین میں ان کا ممنون ہوں اور میں ان سے گزارش کروں گا کہ سیاست اپنی جگہ ہے' ملک کی بقاء اور سالمیت اپنی جگہ ہے۔ آپ اپنی لڑائی لڑیں' سینٹ میں لڑیں' آپ اپنی لڑائی قومی اسمبلی میں لڑیں ' صوبائی اسمبلیوں میں لڑیں' خدارا اپنی لڑائی کراچی میں نہ لڑیں۔ خدا کے لئے نواز شریف صاحب ' محترمہ بینظیر صاحبہ' جناب الطاف صاحب اور کچھ بے نام جرنیل صاحبان اپنی لڑائی لڑنی ہے تو آکر اسمبلیوں میں لڑیں' جمہوری انداز سے لڑیں۔ وہ لڑائی' وہ کھیل عوام کی لاشوں اور خون کے ذریعے نہ ہو۔ میں جناب آپ کا مشکور ہوں۔ آپ غصے سے دیکھ رہے ہیں مجھے۔ میں کانپ رہا ہوں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ------

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ کاش آپ کانپتے ہوتے تو جلدی بیٹھ جاتے ۔ آپ نے تو ہم پر کپکپی طاری کر دی۔ جی جناب چوہدری صاحب -on point of order ۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا گزارش یہ ہے کہ چھ سات سپیکر ابھی رہتے ہیں جو لسٹ آپ کے پاس موجود ہے اور پانچ بجے میری جیل میں گنتی بند ہونی ہے اور ایک گھنٹے کا راستہ بھی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں وہاں جلدی جا نا چاہتا ہوں ۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طریقے سے ملک کو چلایا جا رہا ہے ' سینٹ کو اس طریقے سے نہ چلائیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آج ایک اور خلاف ورزی جو کی گئی ہے اس کی میں نشاندہی ضرور کروں گا۔ ان کو ہر کام کی بہت جلدی ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ انہوں نے صبح کہا تھا کہ جی آئندہ جو اگلے ہفتے میں پروگرام بننا ہے ' ہم آپ کے ساتھ ' اپوزیشن کے ساتھ بیٹھ کر وہ طے کریں گے۔ جو انہوں نے ابھی تک نہیں کیا کہ آیا اجلاس کل ہوگا ' ہفتہ کو ہوگا' اتوار کو ہوگا' نہیں ہو گا۔ اس کے متعلق بھی ابھی تک ہم سے بات نہیں کی گئی۔ دوسرا یہ ہے کہ ابھی چھ سات سپیکر رہتے ہیں ان کا کیا بنے گا جناب والا۔ اس کے بعد وزیر داخلہ صاحب بھی یہاں پر تشریف فرما نہیں کہ یہ ذمہ داری لیں اور اس کے بعد وہ آکے کہہ دے گا کہ جی میں تو اس کا

ذمہ دار نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ مجھے احساس ہے اس بات کا۔ میں اس بات کا جواب دیتا ہوں۔ جہاں تک تعلق ہے اگلی کاروائی کا وہ ہم نے ، چیئرمین صاحب نے، سب نے بیٹھ کر، ملک صاحب بھی تھے، ہم سب تھے، آپ اتفاق سے اس وقت چلے گئے تھے۔ وہ بات ہو چکی ہے نمبر ایک۔ نمبر دو باقی جو ہے آپ کو جلدی وقت پر بھجوادیا جائے گا۔ اس کی فکر نہ کریں۔ میں اب جناب یحییٰ بختیار سے گزارش کروں گا absent میں سید جواد ہادی صاحب سے گزارش کروں گا absent، میں الیاس احمد بلور صاحب سے عرض کروں گا absent، سید احسان شاہ سے عرض کروں گا absent، Now I give the floor to Dr. Abdul Hai.

ملک محمد قاسم۔ وہ تو بول بیٹھے ہیں۔ He has already spoken.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ ملک صاحب میں نے کب بات کی ہے۔ میں نے تو یار بات بھی نہیں کی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اچھا ٹھیک ہے۔ Dr. Sahib the floor is with you وہ ملک صاحب آپ سے محبت کرتے ہیں اس لئے انہوں نے بات کردی ہے۔ ڈاکٹر عبدالحئی۔

صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب والا، میں نے بھی نام لکھوایا تھا مجھے بھی تقریر کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ کا نام پکارا گیا تھا، آپ موجود نہیں تھے۔ اس لیے اب آپ کو تقریر کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ڈاکٹر عبدالحئی۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا، میں گزارش کروں گا کہ جس طرح آپ نے پہلے مقرر کو صبر سے سنا ہے اسی طرح مجھے بھی صبر سے سنیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ شروع تو کریں۔ کراچی کے حالات پر تقریر فرمائیں۔ اس وقت کراچی کے حالات پر بحث ہو رہی ہے بلوچستان کے مسائل پر بحث نہیں ہو رہی کراچی کے مسائل پر بات ہو گی۔

صوبیدار خان مندوخیل۔ پوائنٹ آف آرڈر سر، کراچی بھی اسی طرح ہمارے ملک کا

حصہ ہے اگر ہم بلوچستان کے رہنے والے ہیں یا ملک کے جس حصے کے رہنے والے ہیں ان سب کا حق ہے کہ کراچی جیسے اہم مسئلے پر ایمانداری خلوص سے بات کریں۔ کراچی کا مسئلہ حل کرنا ہے اور ہمارے ملک میں جو آگ لگی ہوئی ہے اس کو بجھانا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔صدر صاحب کی تقریر پر جب بحث ہوگی تو اس وقت آپ کو اجازت ہوگی کہ آپ دنیا جہان کی باتیں کریں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔جناب چیئرمین شکریہ' جناب یہ صرف کراچی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ مجموعی طور پر اس وقت سارے ملک کے عوام کی توجہ اس مسئلے پر مرکوز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں ہمیشہ سے یہ طریق کار رہا ہے کہ ہم نے حقیقی مسائل کی طرف کبھی توجہ نہیں دی ہے۔ ہم نے ہمیشہ adhocism پر کام کیا ہے اور اقتدار اعلیٰ کو بھی adhocism کی بنیاد پر چلایا ہے اور کبھی اس بات کی سیاسی طور جدوجہد نہیں کی کہ ملک کے 12 کروڑ عوام کے سیاسی' معاشی' آئینی' ثقافتی مسائل حل کرنے ہیں جو بھی اقتدار میں آیا ہے اس نے مسائل میں اضافہ کیا ہے' کمی نہیں کی۔ البتہ تو یہ ہے کہ ہم نے ہمیشہ حقیقی مسائل سے گریز کی پالیسی اختیار کیے رکھی۔ اور اگر کبھی عوام کی طرف سے مسائل کی نشاندہی بھی کی گئی یا انہوں نے احتجاج بھی کیا تب بھی ہم نے اس کو ریاستی طاقت کے ذریعے کچلنے کی کوشش کی' دبانے کی کوشش کی۔ جب ہمارا طریق کار یہ ہو جہاں عوام کی امنگوں اور خواہشات کو کچلا جائے اور ان کو طاقت کی زبان سے خاموش کیا جائے یا خاموش کرنے کی کوشش کی جائے تو وہاں مسائل ہی مسائل ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک کو آزاد ہوئے ۴۷ سال ہو چکے ہیں مگر اس عرصے میں ہم آج تک آئین کا بنیادی مسئلہ جو کسی وفاق کو چلانے کے متعلق ہے وہ اب تک ہم حل نہیں کر سکے۔ لوگ ۱۹۷۳ کے آئین کو متفقہ آئین کہتے ہیں میں اس کو بھی متفقہ آئین نہیں کہتا۔ اس سے پہلے جو مختلف اوقات میں آئین کے حوالے سے جس طرح سے ملک کو چلایا گیا وہ آپ کے اور ہمارے سامنے ہے۔ میں یہ اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ ہمیں اس مسئلے کو بھی ملک کی مجموعی سیاسی صورتحال کے پس منظر میں دیکھنا چاہیئے۔ جب تک ہم ملک کے مسائل کو اس کے مجموعی پس منظر میں نہیں دیکھیں گے اس کا حل تلاش نہیں کر سکتے۔ تو جناب والا! میں یہ عرض کرتا چلوں کہ شروع سے لے کر آج تک حکمران طبقے نے اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کی خاطر ہمیشہ

عوام کو ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کیا ہے اور یہ ان کے بہترین مفاد میں تھا۔ بعینہٖ وہی صورتحال آج بھی موجود ہے یہ ایک ایسی خطرناک صورتحال ہے کہ بدقسمتی سے وہ لوگ جو سیاستدان ہیں یا عوام کی دوستی کے دعوے دار ہیں یا جمہوریت کے دعوے دار ہیں ان کی بھی اکثریت حکمرانوں کے مزاج کے مطابق سیاست کرتی رہی اور انہوں نے بھی یہی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح اقتدار کے حوالے سے کچھ نہ کچھ ہمیں حاصل ہو۔ میں اکثریت کی بات کرتا ہوں۔ تو بجائے اس کے کہ وہ عوام کو منظم کر کے عوام کی طاقت کے بل بوتے پر عوام کی حاکمیت بحال کرتے۔ اقتدار اعلیٰ عوام کو دیتے یا عوام کے اقتدار اعلیٰ کو منواتے ۔ ہمارے سیاست دانوں کی اکثریت کا طریقہ کار یہی رہا ہے کہ ان کی نظریں establishment کی طرف ہوں ۔ establishment کی خواہشات اور establishment کو وہ اہمیت دیتے رہے۔ اور امریکہ، امریکی سامراج کو وہ اہمیت دیتے رہے۔ ان کی نظریں عوام کی طرف کم، عوام کے اوپر اعتماد کم، عوام کی طاقت کی بات وہ ضرور کرتے تھے، عوام کی قوت کی بات وہ ضرور کرتے تھے، عوام سے ووٹ لینے کی بات تو وہ ضرور کرتے تھے مگر حاکمیت عوام کے حوالے سے نہیں ہوتی تھی۔ زیادہ تر وقت اس ملک کا غیر جمہوری نظام میں رہا۔ غیر جمہوری طرز حکومت نے ملک کے اندر اس قوم کو ایک گلدستے کی طرح نہیں جوڑا کہ یہ مختلف پھول ہیں ان کی مختلف خوشبو ہے بلکہ ان کی ہمیشہ کوشش رہی ان کو آپس میں ٹکرانے کی۔ اگر سندھ کا مسئلہ ہوا تو سندھ میں اردو سپیکنگ، سندھی سپیکنگ کو آپس میں دست و گریبان کرنے کی کوشش کی گئی ۔ بلوچستان کا مسئلہ ہوا تو وہاں یہ سازش کی کہ کسی طریقے سے بلوچ پختون آپس میں گتھم گتھا ہو جائیں ۔ وہاں انہیں بری طرح ناکامی ہوئی ۔ ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ بلوچستان کے عوام نے جرأت مندی، کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان تمام سازشوں کو ناکام بنایا اور وہاں آج بھی بلوچ اور پختون، بھائیوں کی طرح بڑی عزت اور پیار سے اپنی زندگی گزار رہے ہیں ۔ جہاں اس طرح سے وہ مسئلہ پیدا نہیں کر سکے وہاں مذہبی فرقہ واریت کو ہوا دی۔ پنجاب میں زیادہ تر شیعہ اور سنی فرقے ہیں، ان کو آپس میں ٹکرانے کی کوشش کی ۔ صوبہ سرحد میں اس طرح کی سازش کی گئی ۔ مقصد یہ تھا کہ کسی نہ کسی طریقے سے عوام کی طاقت کو جڑنے نہ دیں۔ یہ حقیقت ہے غاصب حکمران، عوام کے مخالف حکمران، وہ کبھی نہیں چاہتے کہ عوام کی طاقت یکجا ہو۔ جب عوام کی طاقت یکجا ہو گی، عوام کی طاقت منظم ہو گی تو انہیں اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کا موقع نہیں ملے گا۔ البتہ تو یہ ہے کہ ہم نے اپنے اقتدار

کی خاطر ملک کی یکجہتی کو بھی نہیں بخشا۔ بنگلہ دیش کو الگ کیا، حکمران طبقے نے اپنے اقتدار کی خاطر اپنے بھائیوں میں منافرت کو ہوا دی۔ اقتدار کی خاطر ہم نے ملک کی معیشت کو IMF اور World Bank کے حوالے کیا۔ ایشیا میں جو ہمارے آس پاس ممالک ہیں ان کی ترقی کو دیکھ کر ہمارے سر جھک جاتے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کمال یہ ہے کہ باہر سے تو ہم نے قرضے لینے کی بھرمار کر دی اور تاثر یہ دیا کہ ہم ملک کو ترقی دینا چاہتے ہیں، معیشت کو ترقی دینا چاہتے ہیں مگر حقیقت کیا تھی، قرضے آتے گئے اور back door سے سوئٹزر لینڈ، امریکہ اور انگلینڈ کے بنکوں میں جمع ہوتے گئے۔ اب جو حکمران طبقہ رہا ہے، ان کے وہاں بڑے بڑے بنک بیلنس ہیں، محلات ہیں اور بڑے بڑے زرعی فارم ہیں۔ وہ سال میں آٹھ آٹھ، نو نو ماہ وہاں رہ کر عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ بدقسمتی تو یہ ہے کہ ملک کا جو معاشی ڈھانچہ قائم کرنے کی کوشش کی، وہ مکمل طور پر ناہمواری پر قائم ہے۔ صنعت کاری کا زیادہ زور کراچی اور سنٹرل پنجاب پر ہے۔ یہ عجیب المیہ ہے۔ خود پنجاب کے ساتھ بھی انصاف نہیں ہوا۔ سارے پنجاب کے اندر بھی صنعت کو نہیں پھیلایا گیا۔ یہاں بھی آپ دیکھیں گے تو آپ کو بری طرح معاشی ناہمواری دیکھنے کو ملے گی۔ آپ پنجاب کے سرائیکی بیلٹ میں جائیں تو کچھ عرصہ پہلے وہاں انسان، آدمیوں والا سائیکل چلاتے تھے۔ میں اسے دیکھ کر حیران ہو گیا تھا۔ جب میں ڈھاکہ میں قومی اسمبلی کا اجلاس attend کرنے گیا تو میں نے بنگلہ دیش میں آدمیوں والا سائیکل چلتے دیکھا تھا۔ جب میں نے سرائیکی بیلٹ میں انسانوں والا سائیکل چلتے دیکھا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک لاغر آدمی چلا رہا ہے اور اس کے پیچھے تین تین مشٹنڈے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میرا پہلے خیال تھا کہ پنجاب ایک جنت ہے۔ اب جب میں پنجاب میں جاتا ہوں تو مجھے ان کے حالات دیکھ کر دکھ ہوتا ہے۔ پنجاب میں پوٹھوار کا جو علاقہ ہے، وہ بھی برباد پڑا ہوا ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ انہوں نے ملک کو کیا سمجھا؟ معاشی ترقی کرنے کے لئے کیسے پلاننگ کی؟ جناب والا۔ سارا زور تو فیصل آباد، لاہور، گوجرانوالہ اور کراچی پر دیا گیا ہے۔ آج بھی پورے ملک کی ۷۰ فیصدی سرمایہ کاری کراچی میں ہے۔ بھائی! آپ کس طرح سے ملک کا معاشی نظام چلا رہے ہیں؟ کس طرح سے حکمرانی کر رہے ہیں؟

جناب والا! ہم پہلے تو اپنا رونا روتے تھے۔ ہم سمجھتے تھے کہ بلوچستان والے پسماندہ ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ پنجاب کی، جس کے بارے میں ہم کہتے تھے کہ وہاں تو ہر

ایک کو بنیادی سہولتیں میسر ہوں گی اور ان کے روزگار کا مسئلہ ، سڑکوں کا مسئلہ ، تعلیم اور بجلی وغیرہ کے مسائل حل ہو چکے ہوں گے ، صورت حال اگرچہ باقی صوبوں سے تھوڑی سے بہتر ہے لیکن کوئی زیادہ خوبصورت نہیں ہے ۔ بلوچستان کے نمائندوں اور عوام کے بارے میں کیا عرض کروں ۔۔ وہاں کے نمائندوں پر کبھی بھی اعتماد نہیں کیا گیا بلکہ ان پر ہمیشہ یہ label لگتا رہا کہ یہ ملک کے مخالف ہیں ۔۱۹۷۰ کی نیشنل اسمبلی میں جب ہم آئے تو اس دفعہ بھی پرانی مصیبت میں ہی گرفتار ہوئے ۔ خیال تھا کہ ہم اس دفعہ اپنے عوام کی معاشی ، سیاسی ، بنیادی ضروریات(تعلیمی ، بجلی ، سڑک اور پانی) کی طرف حکومت کی توجہ دلائیں گے مگر یہ اسمبلی بھی جھگڑے کی نظر ہو گئی۔ یہ کتنا بڑا المیہ ہے اور دکھ کی بات ہے کہ ماضی میں تین چار بار صرف ان کی آواز کو خاموش کرنے کے لئے ریاستی طاقت کا استعمال کیا گیا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی قومی تشخص کی بات کرتا ہے ، تو اس سے ملک کو کیا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے ؟ کوئی اپنی زبان کی بات کرتا ہے تو اس سے ملک کو کیا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے؟ ہاں ! اقتدار کے گروپ کو خطرہ ہے ۔ اقتدار کے ٹولہ کو خطرہ ہے کیونکہ اسے پتہ ہے کہ جب عوام کے منتخب لوگ برسراقتدار آئیں گے تو ان کے bank balance ختم ہو جائیں گے ۔ ان کو ... یورپ میں عیاشی کا موقع نہیں ملے گا ۔ ان کو آپس میں عوام کو لڑانے کا موقع نہیں ملے گا ۔ مگر ہم نے ہمیشہ عوام کے مفادات کو اس طرح سے نظر انداز کیا۔

جناب والا ! ہمارے جو حکمران رہے ہیں ، انہوں نے ہمیشہ " اسلام "، " اسلام " کہا ۔ اب اسلام کو بھی انہوں نے خدا حافظ کہہ دیا ہے ۔ اب اسلام کدھر ہے ؟ کون سا ... ہے؟ کون سا اسلامی نظام ہے ؟ کونسی وفاقیت ہے ؟ کونسی عوام کی حاکمیت ہے ؟ صرف وقت ٹالنے کے لئے ہم یہاں آتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ نے ۲۔۲۵ پر اپنی تقریر شروع کی تھی ، اس لئے آپ وقت دیکھ لیں ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے بولنے دیا جائے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ نے ۲۔۲۵ پر floor لیا تھا ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ پونے تین بجے میں نے تقریر شروع کی تھی ۔ میں نے

بھی گھڑی دیکھی تھی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں وقت کو رہا ہوں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ چیئرمین صاحب۔ اگر آپ نہیں چاہتے کہ میں تقریر کروں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ انہوں نے مداخلت کی تھی۔ میں نے جب تقریر شروع کی تھی، میں نے اس وقت گھڑی دیکھی تھی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میرے بھائی، میرے پاس ایک لمبی لسٹ پڑی ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ دیکھیں جناب، مجھے ابھی بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ چلیئے۔ آپ بات کریں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! جس طرح سے آپ نے دوسروں کو سنا ہے۔ اسی طرح مجھے بھی سنیں۔ میں اصول کا آدمی ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے حافظ صاحب کو ۱۲ منٹ دئے تھے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ ۱۲ منٹ؟ وہ ۲۰ منٹ بولتے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں، نہیں۔ آپ کو مغالطہ ہوا ہے۔ ۲۷ منٹ کہاں بولے۔ یہ ۱۲ منٹ بولے ہیں۔ چلیئے، آپ ارشاد فرمائیے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ تو جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ ہمیشہ اس طرح عوام کی آواز کو دبانے کی کوشش کی۔ سندھ کی صورت حال مختصر طور پر میں آپ کو بتاتا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ سندھ کے ساتھ ہمیشہ سے نا انصافی ہی ہے۔ اور سندھ کے عوام کو بھی اسی طرح الجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ٹھیک ہے کہ سندھ کے عوام آج تعلیم کے لحاظ سے بہتر ہیں۔ literacy rate بہتر ہے۔ وہ لوگ سروسز میں بھی تھوڑے بہت آ رہے ہیں۔ ظاہر ہے اب یہ مسئلہ سندھ میں تو ضرور ہوگا۔ کراچی والے کہتے ہیں کہ ہمیں ملازمتیں ملیں۔ کراچی والے سندھ کے رورل ایریا کے کوٹے کی مخالفت کرتے ہیں حالانکہ حقیقتاً ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ کراچی مجموعی طور پر سندھ ہے۔ کراچی کے عوام کو، سندھ کے عوام کو، مل کر اجتماعی طور پر جدوجہد کرنی چاہیئے۔ ہمارے سیاستدانوں کی توجہ اصل مسائل سے ہٹ جاتی ہے۔ ان سب کا تعلق وفاق سے ہے۔ قومی

وحدتوں کے اختیارات کی بات وفاق سے ہے۔ معاشی ترقی کی بات وفاق سے ہے۔ خوشحالی کی بات وفاق سے ہے ۔ ملازمتوں کی بات وفاق سے ہے۔ کوٹے کی بات ہے وفاق سے ہے۔ investment کی بات وفاق سے ہے۔ وہ آپس میں الجھ جاتے ہیں ۔ بھئی کراچی کے لوگ تعلیم کے لحاظ سے آگے ہیں تو اس کا کیا مطلب ہے کہ سندھ کے رورل ایریا کو نظر انداز کیا جائے ۔ اگر سندھ کے لوگوں نے اپنی محنت کے بل بوتے پر literacy rate بڑھایا ہے تو سندھی بولنے والوں کو ملک کے نظام حکومت میں نہ لیا جائے۔ کوٹہ ایک اصول کی بنیاد پر رکھا گیا ہے ۔ کہ دیہی اور شہری آبادی ۔ بجائے اس کے کہ سندھ کے لوگ اس مسئلے پر الجھتے ان کو چاہیئے تھا کہ وہاں پر لاکھوں کی تعداد میں جو بیروزگار ہیں یا پنجاب میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ بیروزگار ہیں' ہمیں مجموعی طور پر ان کا حل تلاش کرنا چاہیئے اس کا یہ حل تو نہیں ہے کہ ہم ایک فرقے کے خلاف صف آراء ہوں ورنہ حل کہاں سے پیش ہوگا ۔ اسی طریقہ سے کیا صوبہ سرحد میں مسائل نہیں ہیں ۔بیشمار مسائل ہیں وہاں بھی بیروزگاری کا مسئلہ ہے۔ جیسے بلوچستان میں ہے تمام ملک میں یہ بیروزگاری اور مہنگائی وباء کی صورت اختیار کر گئی ہے ۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ جو ہمارا نظام ہے اس میں اتنی سکت نہیں ہے کہ یہ مسائل حل کرے۔ تو ہمیں اس کے لیے جدوجہد کرنی چاہیئے ۔ اگر عوام کی قوت چاہے وہ کراچی سے ہو ۔ بلوچستان سے ہو ' پنجاب سے ہو صوبہ سرحد سے ہو ' واقعی اگر وہ عوام کے دعویدار ہیں تو ان کو مجموعی طور پر ان مسائل پر توجہ دینی چاہیئے انہیں عوام کو یکجا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ اب صورت حال یہ ہے کہ لیاری کراچی کی قدیم آبادی ہے۔ ملیر کراچی کی قدیم آبادی ہے ۔ میں معذرت سے کہوں گا کہ ہمارے اردو speaking بھائیوں نے کبھی ان کے بارے میں ایک لفظ نہیں کہا۔ اگر ملیر ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنتی ہے تو یہ ناراض ہیں ۔ ملیر ضلع بنتا ہے یہ ناراض ہیں ۔ لیاری ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنتی ہے یہ ناراض ہوتے ہیں تو پھر کیسے کام چلے گا ؟ پاکستان میں کراچی cosmopolitan شہر ہے جس میں ۲۰ سے لیکر ۲۵ لاکھ بلوچ ہیں ۔ ایسے ہی پشتون رہتے ہیں ۔ ہمارے پنجابی بھائی رہتے ہیں ۔ یہ تو ایک مجموعی شہر ہے ۔ سارے پاکستان کا وہاں سے تعلق ہے اور ہماری واحد بین الاقوامی بندرگاہ ہے ۔ تو کراچی سے آپ لوگوں کو کیسے جدا کر سکتے ہیں ۔ جب بھی مسائل ہوں الجھن ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم آپس میں دست و گریبان ہوں ۔ اگر معاشی مسائل ہیں ۔روزگار کا مسئلہ ہے تو اس کو مل بیٹھ کر حل کریں۔ اگر ہمارے متوسط طبقے کی قیادت آئی ہے ۔ تو اس کا یہ فرض

بنتا ہے کہ ہم ان مسئلوں کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ ہم اگر الجھائیں گے تو کس طرح سے کام چلے گا اور یہ بھی میں آپ کو بتاتا چلوں کہ کراچی کے مسائل اس طرح کے مسائل نہیں ہیں جو ملک کے باقی مسائل سے مختلف ہیں ۔ میں نے جیسے پہلے عرض کیا ۔ امن و امان کا مسئلہ ہر جگہ ہے۔ کلاشنکوف کلچر ہر جگہ ہے ۔ ڈرگ مافیا ہر جگہ ہے ۔ گماشتہ سرمایہ داری ' جاگیرداری ' big بیوروکریسی کی بالادستی سارے ملک میں ہے یہی تو اصل قوت ہے جو ہم سب کو برباد کر رہے ہیں۔ اس پر ہم نے توجہ کیوں نہیں دی ؛ ہم اس کی طرف کیوں نہیں جاتے ؛ ہم کیوں اس طرف نہیں جاتے کہ وفاق کو حقیقی وفاق بنائیں ۔ جہاں وفاقی وحدتوں کو اختیارات ' حاکمیت اور ان کے وسائل پر ان کو دسترس ہو۔ اگر کسی وفاقی وحدت کے پاس مسائل زیادہ ہیں تو اسے رضاکارانہ طور پر لیکر ہم دوسروں کو دیں ۔ بجائے اس کے کہ ان کا گلہ گھونٹیں ۔ طاقت سے انہیں کچلیں ۔ تو اس طرح سے ہم راستہ نکال سکتے ہیں ۔ ہم محبت کا راستہ اپنا سکتے ہیں ۔ ہم ایک دوسرے کو قائل کر سکتے ہیں۔ تو ساری قومی زبانیں میری نظر میں اہم ہیں ۔ بلوچی ہے ۔ پشتو ہے ' سندھی ہے ' پنجابی ہے ' سرائیکی ہے ' اگر ہم ان کو قومی زبانیں تسلیم کرتے ہیں ۔ تو اس سے کونسی الجھن پیدا ہوتی ہے۔ یہ ہماری اپنی زبانیں ہیں ۔ ہمیں ان تمام زبانوں سے پیار کرنا چاہیے۔ تو اصل مسئلہ اس طرح سے بنتا ہے کہ کراچی میں اور سارے ملک میں ' میں اس کی بھی نشاندہی کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ دنیا کا واحد ملک ہے جہاں کوئی ایک دن کے لئے آتا ہے تو دوسرے دن اس ملک کا شہری بن جاتا ہے۔ یہ بدقسمتی ہے۔ آج کراچی میں بھی ' بلکہ حکمران خود اس کا اظہار کرچکے ہیں کہ 20 لاکھ '25 لاکھ کے قریب غیرملکی ہیں۔ کوئی فلپائنی ہے ' کوئی انڈین ہے ' کوئی بنگلہ دیشی ہے ' کوئی اور ہے-----

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ڈاکٹر صاحب ' آپ کی گھڑی چل رہی ہے ' دیکھ تو لیجئے ۔؟

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔جناب بالکل چل رہی ہے ۔ وہ میں عرض کرتا چلوں کہ یہاں اسی ملک میں ہمارے لوگوں نے یہ بھی آواز اٹھا کہ بہاریوں کو یہاں لاؤ ۔ حالانکہ وہ کتنے عرصے سے بنگلہ دیش میں تھے ۔ بھائی ان کو وہاں رہنے دیتے ۔ جب اتنا عرصہ ان کا ادھر گزر چکا ہے ' وہ وہاں رہے ہیں ' وہ ان کا وطن ہے ۔ نہیں ہمیں ان کو ضرور بیچارے سندھی کو کمزور کرنے کے لئے لانا ہے ۔ اچھا دوسرے لوگ لاؤ ' ضرور لاؤ ۔

تو اس طرح سے دیکھیں جناب ابھی لاکھوں افغان مہاجرین ہیں ۔ بھائی اب دیکھیں وہاں جہاد ختم ہے ۔ ہر چیز ختم ہے ۔ لیکن ابھی تک آپ ان کو شہریت بھی دیتے ہیں ۔ شناختی کارڈ بھی دیتے ہیں ۔ وہ جائیدادیں بھی خریدتے ہیں ۔ تو آپ مجھے بتائیں کہ اس ملک میں جہاں لاکھوں کی تعداد میں غیرملکی جدھر سے بھی آئیں وہ ہماری قسمت کے مالک بن جاتے ہیں ۔ وہ یہاں شہری بن جاتے ہیں ۔ میں آپ کو یہ کہہ رہا ہوں کہ چاہے پاکستان میں سندھ ہو ' بلوچستان ہو ' دیانتداری کے ساتھ کہتا ہوں یہ خاص طور پر ان کے قومی تشخص کو برباد کرنے کے لئے بہت کچھ کیا جارہا ہے ۔ یعنی سندھ میں بھی ایسا ہے جہاں سے بھی آئیگے ' بس وہ وہاں کا شہری بن جاتا ہے ' کراچی کا حیدر آباد کا ۔ اور افغانستان سے ایک دن کے لئے آتا ہے تو دوسرے دن بلوچستان میں اس کو شہریت اور لوکل سرٹیفکیٹ مل جاتا ہے ۔ -------

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ یہ باتیں اگر آپ صدارتی خطاب پر بحث کے دوران اٹھائیں ۔ اب مطلب کی طرف آئیں ۔ دیکھیئے ناں کتنا وقت ہوگیا ہے ۔

ڈاکٹر عبدالحئی ۔بالکل میں آتا ہوں جناب والا ۔یہ حقیقی مسائل ہیں ۔ -----

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔وہ مسائل جب آئیں گے تو اس وقت بات کیجیئے گا ۔ افغان مہاجرین کا تعلق کیا ہماری اس کراچی کی صورتحال سے ہے ؟۔ تو ذرا اختصار کیجیئے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔جناب ' ڈرگ کلچر ' کلاشنکوف کلچر ' یہ کہاں سے آیا ہے جناب ۔ ہیروئن کا نام آپ نے پہلے سنا تھا ۔ یہ سب جناب ابھی آنے ہیں ۔ یہ افغانستان میں جو مداخلت کی یہ اس کے نتیجے میں ملا ہے ۔ اس سے پہلے ہمارے ملک میں کوئی نہیں جانتا تھا ۔ تو جناب والا ' میں یہ عرض کرتا چلوں کہ یہ جو غیرملکی ہیں ابھی وہ سب میں بھی آباد ہو رہے ہیں ۔ وہ گوادر میں بھی آباد ہو رہے ہیں ۔ بنگلہ دیشی لوگ گوادر تک پہنچ گئے ہیں ۔ سب میں پہنچ گئے ہیں ۔ انڈین ہیں ' دوسرے لوگ ہیں ' اچھا یہ باتیں ہمارے ملک میں کیوں ہوتی ہیں کہ بلوچستان کے ساحلی علاقے کو اور کراچی کو : دیکھیں کوئی بات تو ہوتی ہے ملک کے اندر جو اخباروں میں آتا ہے کہ جی کراچی اور بلوچستان کے ساحلی علاقے کو یکجا کرکے اس کو کوئی الگ کرکے یا اس کو کوئی اور مفادات کے

لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں ۔ تو دیکھیں جناب میں آپ کو ایک بات ضرور عرض کرتا چاہوں گا کہ اس ملک کے اندر قومی تشخص جو ہے وہ سب کو عزیز ہے ۔ پنجاب کے، سندھ کے، بلوچستان کے، پشتون بھائیوں کو، سب کو عزیز ہے ۔ یہ بہت حساس مسئلہ ہے ۔ اگر آپ ان کے قومی تشخص کو کسی بھی طرح سے مٹانے کی کوشش کریں گے تو عوام اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہوگی ہمیں یہ سوچنا چاہیے اور غیر ملکیوں کو فوری طور پر نکالنا چاہیے ۔ چاہے وہ افغان مہاجرین ہیں یا بنگلہ دیشی ہیں ۔ چاہے وہ انڈین ہوں یا فلپائنی ہوں ۔ یا وہ بہاری ہوں ۔ سب کو نکالنا چاہیے ۔ ہم نے کس طرح سے سب کا ٹھیکہ لیا ہے ؟ یعنی کس طرح سے ہم اپنے ملک میں امن و امان قائم کرسکتے ہیں ؟ جب اتنی بڑی تعداد، میں، لاکھوں کی تعداد میں لوگ یہاں موجود ہوں ۔ میں آخر میں چند تجاویز دیتا ہوں ۔

نمبر ا۔ ہمارے حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کو اپنی محاذ آرائی ختم کردینی چاہیے ۔ اور ان کو اپنے مسائل کی طرف، جو عوام کے حقیقی مسائل ہیں اس پر وہ اپنی توجہ مرکوز کریں اور آج سے عہد کریں کہ ہم عوام کے مسائل چاہے کراچی میں ہوں چاہے بلوچستان میں ہوں چاہے صوبہ سرحد میں ہوں پنجاب میں ہوں یہ ہمارے اپنے مسئلے ہیں۔ یہ اکیلے حزب اقتدار کا مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی اکیلا حزب اقتدار حل کرسکتا ہے ۔ یہ غلط رویہ ہے کہ صرف حزب اقتدار کے کندھے پر ہم سب بوجھ ڈالیں۔ یہ اس کے بس سے باہر ہے ۔دوسری میں یہ عرض کروں گا کہ سیاست سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے ہم سب عہد کریں۔ ہم لوگ ٹھیک سیاست نہیں کرتے۔ ایمانداری سے کام نہیں لیتے۔ ایک طرف سے ہم کہتے ہیں کہ سیاست جمہوری ہو، لیکن دوسری طرف سے کلاشنکوف بھی بغل میں ہے ۔یہ کون سی سیاست ہے ؟ جب آپ جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں، جب آپ جمہوری اداروں پر یقین رکھتے ہیں تو پھر یہ کلاشنکوف جیسی مصیبت کس چیز کا علاج ہے ؟ آپ اپنی طاقت کے بل بوتے پر اپنے مطالبات منوانے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں ؟ ہتھیاروں کی نمائش کیوں کرتے ہیں بے گناہ لوگوں کے قتل سے آپ کیسے مسائل حل کریں گے ؟ جمہوریت، جمہوریت، اور بغل میں چھری منہ میں رام رام والی بات ہے ۔ یہ بات نہیں چلے گی۔ ہمیں واضح طور پر تمام سیاستدانوں کو، تمام سیاسی پارٹیوں، تمام سیاسی کارکنوں کو غیر مسلح ہونا چاہیے۔ اور اسلحہ کے استعمال سے گریز کرنا چاہیے۔ اور ہمیں سمجھنا چاہئیے کہ آپ کو کلاشنکوف اقتدار میں نہیں لانے گی۔ عوام آپ کو اقتدار میں لائیں گے ۔ خدارا آپ

دہشت گردی سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔ تیسری تجویز میں یہ دوں گا کہ ملک کے اندر جہاں بھی چاہنے لاکھوں افغان مہاجرین ہیں، کراچی میں غیرملکی ہیں ان سب کو فوری طور پر نکال دینا چاہیے۔ یہ وفاقی حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ ایسا کرے۔ حکومت کے پاس سارے وسائل ہیں، پولیس ہے، فوج ہے۔ پولیس حیران ہے کہ پہلے دن آ جاتا ہے دوسرے دن شہریت لے لیتا ہے یہ کیا مسئلہ ہے؟ سب یہاں اپنے مفاد کے لئے آتے ہیں۔ کوئی کدھر سے اور کوئی کدھر سے آجاتا ہے اور ہمارے بھائیوں کا خون برباد کرتے ہیں۔ تمام غیر ملکیوں کو ملک سے نکالا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی اگلا پوائنٹ جی۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ چوتھا میں یہ مشورہ دوں گا سندھ کے بارے میں کہ سندھ سب کا وطن ہے۔ سندھ اردو بولنے والوں کا بھی وطن ہے۔ سندھ سندھیوں کا بھی وطن ہے۔ میری نظر میں سارے سندھی ہیں۔ میں تمام سندھ کو بشمول کراچی کو سندھ کہتا ہوں۔ یہ سندھ کی دھرتی ہے۔ یہ سندھ کی سرزمین ہے۔ یہ سندھی ثقافت کا مرکز ہے۔ اور جو لوگ باہر سے آتے ہیں ان کا فرض بنتا ہے کہ اس ثقافت کو اپنائیں۔ اس کا خیال رکھیں۔ بھائی لاکھوں کی تعداد میں بلوچ وہاں آباد ہیں۔ میں کہتا ہوں آج سندھ کی سب سے بڑی آبادی بلوچوں کی ہے۔ مگر وہ فخر کرتے ہیں اپنے آپ کو سندھی کہلانے میں۔ سندھ کی سرزمین سے وفا کرتے ہیں۔ بھائی آپ جس سرزمین پر رہتے ہیں اس سے وفا کرو۔ اس سے محبت کرو۔ اور ان کے ساتھ بھائیوں کی طرح رہو۔ میں بصد احترام مانتا ہوں کہ ہمارے اردو بولنے والے بھائیوں کے بہت سے مسائل ہیں۔ نوجوان بے روزگار ہیں، اقتدار میں شرکت کی بات ہے۔ یہ ان کی جائز باتیں ہیں۔ لیکن ان ساری باتوں کے ساتھ وہ سندھ کے ساتھ محبت کرتے ہوئے چلیں۔ سندھ کو سندھ سمجھیں۔ اور آخری بات میں یہ عرض کروں گا کہ ان تمام نمائندہ جو قوتیں، جو عوام کی نمائندگی کر رہی ہیں۔ چاہے سندھ کے حوالے سے چاہے پورے وفاق کے حوالے سے ان تمام کا فرض بنتا ہے کہ وہ سارے عوامی نمائندے بشمول ایم کیو ایم سارے لوگ مل کر عہد کریں کہ ہمیں سندھ میں بالخصوص کراچی میں ہر حال میں امن قائم کرنا ہے اور اس کے لئے اپنے گروہی سیاسی مفادات سے بالا تر ہوکر یکجا ہو کر اس امن کو قائم کرنے کے لئے جدوجہد کرنا ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین میری یہی گزارشات تھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب ڈاکٹر صاحب، جی منظور گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتا صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مشہور ہے کہ

ہمارے گھر میں یوں تو کیا نہیں ہے

فقط اس میں کوئی رہتا نہیں ہے

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ صحیح ہے۔ میں سمجھ گیا جی۔ جی مندوخیل صاحب آپ بھی نکتہ اعتراض پر ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین صاحب، مجھے افسوس ہوتا ہے کہ آج جب ہم مسائل پر آتے ہیں تو اس میں پھر ذرا بدمزگی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں۔ لیکن یہ مسئلہ ہے۔ باقی مسئلوں کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہاں افغان مہاجرین یہاں کلاشنکوف لانے میں اتنا عرض کروں گا ڈاکٹر صاحب کو یاد ہے کہ کلاشنکوف اوجڑی کیمپ میں تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں جی I donot allow مہربانی کریں آپ تشریف رکھیں جی۔ I donot want any controversy, no controvery here Please sit down. Please sit down no controversy please. Dr. Sahib has given good suggestions. I dont want Sir, please sit down.

نہیں سنتا میں اس کو جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی مندوخیل صاحب آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین! مجھے بہت افسوس ہوتا ہے کہ یہاں جب مسائل آتے ہیں تو پھر بدمزگی بھی پیدا ہوتی ہے، ایسے ہی سب involve ہوتے ہیں۔ باقی مسائل کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے کہا یہاں افغان جو ہیں وہ۔ کلاشنکوف لانے، فلانا لانے۔ میں اتنا عرض کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب کو یاد ہوگا۔ کہ کلاشنکوف اوجڑی کیمپ میں تھا----

Mr. Deputy Chairman: Please. I would not allow you this. I would

not allow you Sir. I do not want any controversy. Pleas take your seat I do not want any controversy No controversy here Please sit down No controversy please. Please sit down. No controversy here. Dr. Sahib has given good suggestions. Please sit down.

نہیں سنتا جی میں۔ نہیں سر پلیز۔

Now, I give the floor to Dr. Javed Iqbal, ------ Dr. Javed Iqbal is absent.

(interruption)

And now I give the floor to Hafiz Sahib, on point of order.

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئرمین! میں اپ کی رولنگ چاہوں گا کہ وزراء کس لئے میں شریک ہیں۔ یہ کتنا اہم مسئلہ ہے------ نہیں ملک صاحب کی بات نہیں ہے' ملک صاحب ہم سے بھی مظلوم ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ سگریٹ پینے گئے ہیں جی۔

حافظ حسین احمد ۔ سرسگریٹ پینے کی بات نہیں ہے۔ میں کہہ رہا ہوں' میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔جناب آپ اپنی رولنگ دیں' یا بجولاں کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ حاضر جناب' حاضر ۔ میں ایک عرض کرنا چاہوں گا کہ I want your attention please. جس طرح ڈاکٹر عبدالحئی صاحب دونوں اطراف کے پیارے دوست ہیں۔ ہر شخص ان سے محبت کرتا ہے۔ انہوں نے جو بتایا ناں' ہم سیاستدان۔ کلاشنکوف کے زور پر اپنی بات منواتے ہیں تو انہوں نے آج اپنے تکلم کے زور پر ہاؤس کو قابو کر لیا اور ہم سے انہوں نے ۴۰ منٹ لے لئے' زورتکلم سے۔ جی جناب احسان شاہ صاحب on point of order ۔

سید احسان شاہ۔ جناب والا! میں نے بھی اپنا نام لکھوایا ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب آپ غیرحاضر تھے۔ یہ ہاؤس آپ کا ہے' حاضری آپ کی ہے میری نہیں ہے۔

سید احسان شاہ۔ حضور گزارش یہ ہے کہ آپ اٹھتے ہوئے کہیں کہ جی نماز کے بعد اور

گورنمنٹ کے کہنے پر کہ نماز کے بعد ہاؤس ہو گا اور اس میں لوگوں کو نماز بھی کرنی ہوتی ہے، کھانا بھی کھانا ہوتا ہے---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ کون سی نماز؟

سید احسان شاہ۔ حضور ظہر کی نماز۔ حضور آپ سنیں تو سہی۔ اور اس کے بعد اگر کوئی لیٹ ہو جائے تو آپ کا انصاف یہ ہے کہ آپ اس کو بولنے کی اجازت نہ دیں۔ میری پارٹی سے کوئی نمائندہ نہیں۔ میں پارٹی کا اکیلا نمائندہ ہوں۔ اب آپ کا انصاف یہی ہے کہ آپ مجھے بولنے بھی نہیں دیں گے جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب آپ میری بات سنیں گے۔ آپ کو ہاؤس سے پوچھ کر ٹائم دیں گے اور اس کے بعد مندوخیل صاحب کو ٹائم دوں گا۔ میری بات سنیں جی -----۔میں اس چیئر پر بیٹھا ہوں جس میں نے اصول کو اپنانا ہے۔ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ ہاؤس میں حاضر رہیں بس, that's all

سید احسان شاہ۔ یہ کوئی اصول نہیں ہے کہ آپ اپنی مرضی سے----

Mr. Deputy Chairman: If this is allowed you see, then I have to allow everybody.

سید احسان شاہ۔ نہیں جناب۔ آپ مجھے ٹائم دیں۔ میری گزارش ہے کہ آپ مجھے ٹائم دیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ پلیز اس کو چھوڑ دیں۔ آپ یہاں حاضر ہوں: آپ کو یہاں حاضر ہونا چاہیئے۔

سید احسان شاہ ۔ میں آپ کی اس بات کو چیلنج کرتا ہوں کہ آپ نے ہاؤس سے رائے سے لے کر دوسری بار ہاؤس کو منعقد کرنے کا اعلان نہیں کیا۔ یہ تو آپ کی ذاتی رائے تھی-----

Mr. Deputy Chairman: I will not allow you to speak like this.

سید احسان شاہ ۔ نہیں جناب یہ کوئی بات نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہم نکل جاتے ہیں۔ اگر ہمارا استحقاق یہ ہے کہ ہم آپ سے بھیک مانگیں----

ملک محمد قاسم ۔ شاہ صاحب کو علم نہیں ہے' شاہ صاحب ہاؤس میں نہیں تھے۔ شاہ صاحب جب یہ فیصلہ ہوا تھا بلکہ چیئرمین نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جب کوئی absent ہو گا تو پھر میں اس کو نہیں بلواؤں گا۔ لیکن میری صرف اتنی گزارش ہے کہ جب صدارتی خطاب پر بحث ہو تو اس وقت شاہ صاحب کو اور مندوخیل صاحب کو فوری طور پر موقع دیا جائے کہ یہ اپنا اظہار خیال کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب اس میں تو ہر ایک کو موقع ملے گا۔

ملک محمد قاسم ۔ شاہ صاحب سے میں عرض کروں کہ آپ ہاؤس میں نہیں تھے شاہ صاحب آپ نہیں تھے ہاؤس میں' شاہ صاحب آپ اب عرض سنیں Let us be very fair with the chair, do not talk like that, this point is البتہ آپ ---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ دیکھیں جی وہ آدمی نہیں تھے۔ وہ آدمی غیرحاضر تھے۔ پھر مجھے سب کو ٹائم دینا پڑے گا۔

سید احسان شاہ۔ جناب چیئرمین پھر بھی بہرحال میرا اس پر گلہ ہے۔ میں آج بیٹھ رہا ہوں لیکن خدا کے لئے آئندہ کوئی ایسا رویہ نہ اپنایا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی شکریہ جی۔

جناب فدا حسین ڈیرو۔ جناب چیئرمین' لاءمنسٹر صاحب بھی موجود ہیں میری صرف اتنی گزارش ہے کہ جب سینٹ کا اجلاس ہو تو نیشنل اسمبلی کا اجلاس اس وقت نہیں ہونا چاہئے۔ ویسے بھی ہمارے سینٹ کے اجلاس کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور اگر دونوں اجلاس ساتھ چلتے ہیں تو ان کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ ایک وقت میں ایک اجلاس ہونا چاہئیے۔ یہ مہربانی کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وہ تو ہو جائے گا۔ اس وقت اجلاس نہیں ہے نیشنل اسمبلی کا سارے وزراء فارغ ہیں لوگ سب فارغ ہیں۔ مہربانی' اب میں جناب محمد طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ میں نے چھوٹی سی تقریر کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وقت مختص ہے۔ آپ دس منٹ میں اپنی تقریر ختم کر دیں۔

جناب محمد طارق چوہدری۔ جناب چیئرمین میں شکرگزار ہوں آپ کا کہ آپ نے اس اہم موضوع پر مجھے اظہار خیال کا موقع دیا۔ اگرچہ میرے اپنے ہی side کے بہت سے لوگ جو سننا نہیں چاہتے ہیں لیکن میں اپنی قومی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ اس اہم موضوع سے نظر نہ چرائی جانے اور صرف اپنے ساتھی کا چند منٹ پہلے بھٹی ہو جانے کی خواہش پر بہرحال کراچی کے المیہ کو مجھے ترجیح دینا پڑے گی۔ جناب چیئرمین اگر کراچی کے مسئلے کو حقیقی معنوں میں سمجھنا چاہتے ہیں تو پھر بہت دور جانے کی ضرورت نہیں ہے اگر آپ صرف آج کے اجلاس کی کارروائی کو ٹھنڈے دل سے دوبارہ اپنے ذہن میں لائیں اور صرف آج کی کارروائی کے تضادات کو آپ دیکھیں تو آپ کو کراچی کا پورا مسئلہ سمجھ میں آجانے گا کہ کس طرح تضادات ہیں کس طرح خواہشوں کا ٹکراؤ ہے اور کس طرح آپس میں ایک کی اچھائی دوسرے کے خیال میں برائی ہے۔ ہمیں کوئی نہ کوئی کم از کم پوائنٹ ایسا رکھنا ہوگا جس پر ہم سب کا اتفاق رائے ہو۔ مثلاً آپ صرف آج کے اجلاس کی کارروائی پر اگر غور کریں گے تو کراچی کے مسئلے میں تو آپ کو بالکل تضادات جس طرح یہاں پر نظر آئیں ہیں اسی طرح کراچی اور سندھ میں آپ کو تضادات پتے ہونے نظر آئیں گے۔ مثال کے طور پر یہ چھوٹی بات نہیں ہے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کہ ہمارے ایک فاضل دوست اور ساتھی نے پختونستان کا لفظ استعمال کیا اور دوسرے لوگوں نے اس پر اعتراض کیا۔

جناب چیئرمین مسئلہ یہ ہے کہ ہر آدمی اگر اپنی ذاتی خواہش کو (جو اس کے دل میں آتا ہے) اپنا لے گا تو یہ راشدی صاحب جو ہیں ان کو دیکھتے ہی میرے دل میں ایک اور نام آتا ہے تو پھر راشدی صاحب راشدی صاحب کبھی نہیں رہ سکتے۔ ہمیں کم از کم ایک بات پر اتفاق رائے کرنا ہوگا کہ ان کے والدین نے ان کا یہ نام رکھا۔ اور اس نام کو انہوں نے adopt کیا ان کے سرٹیفکیٹ ان کی ہر چیز پر ان کا نام آگیا۔ لہذا ہم ان کے نام پر اتفاق کرلے ہیں۔ لیکن آئین میں چار صوبوں کے چار نام درج کر دیئے گئے ہیں۔ ان کا دل کچھ اور چاہتا ہے، مانسہرہ والوں کا کچھ اور دل چاہتا ہے، بنوں والوں کا کچھ اور چاہتا ہے، ڈیرہ اسماعیل خان والوں کا کچھ اور چاہتا ہے۔ تو اگر اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جانے، ان سب کی خواہشات پر عمل کیا جانے، تو مجھے بتائیے کہ باقی سارے صوبوں کے نام کہاں رہیں گے اور پاکستان کا نام کون سا ہو گا؟ آپ کو کوئی نام پسند نہیں تو اس کا سیدھا سا ایک طریقہ ہے، سیدھا سا اصول ہے، اس کو adopt کریں، آپ سرحد کی اسمبلی سے اتفاق رائے سے پختونستان کا نام لے آئیں اور میں وعدہ کرتا

ہوں کہ اگر یہ اتفاق رائے سے وہاں سے یہ نام ے آئیں تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ ' کم از کم میں ضرور ان کا ساتھ دوں گا اور باقی لوگوں کو بھی convince کروں گا کہ اس کا نام پختونستان رکھ دیا جائے ۔ لیکن جب تک اس معروف طریقے سے اس نام کو تبدیل نہیں کیا جاتا تو اس وقت تک N.W.F.P ' N.W.F.P ہی رہے گا جس پر ان کے وذیرے ولی خان صاحب کے بھی دستخط ہیں۔

جناب چیئرمین ! یہی وہ تضادات ہیں جو سندھ میں ہمیں نظر آتے ہیں ' اس طرح کے تضادات ہیں جنہوں نے اس سارے مسئلے کو گھمبیر بنا کر رکھا ہوا ہے ۔ کراچی کے لوگ کوٹہ سسٹم نہیں چاہتے اور ان کے اس پر valid اعتراضات ہیں ' سندھ کے لوگ کوٹہ سسٹم چاہتے ہیں اور ان کے اس پر بڑے باریک دلائل ہیں ۔ ابھی آپ نے دیکھا کہ بہاریوں کی بات ہوئی تو راشدی صاحب زور سے dest بجا رہے تھے ' لیکن اس طرف مکمل خاموشی تھی ' اور اگر میں یہ کہوں کہ بہاری جنہوں نے پاکستان کو adopt کیا' بنگلہ دیش کو adopt نہیں کیا ' اور پھر جب بنگلہ دیش بنا ' انہوں نے تب بھی بنگلہ دیش کو تسلیم نہیں کیا ۔ تو ان کا پاکستانی ہونے کا حق ہم کیسے تسلیم نہ کریں ' یہ تضاد ہے ' جناب چیئرمین میں کراچی کے reference سے بات کر رہا ہوں ' ایک سیکنڈ کے لئے آپ یہ تصور کریں کہ پاکستان کے اوپر خدا نخواستہ ایک دفعہ پھر 65 ء کی طرح سے جارحیت ہو گئی ہے ' ایک لمحے کے لئے آپ فرض کریں ' کہ رحیم یار خان یا نواب شاہ یا کسی بھی ضلع کا ایک حصہ 2 میل کا ' 4 میل کا ' 10 میل کا خدانخواستہ ہمارے دشمن کے قبضے میں آ گیا ہے ' اس حصے میں رہنے والے وہ لوگ جو وہاں سے migrate کریں اور وہ لاہور میں آ جائیں ' وہ فیصل آباد میں آ جائیں ' میں انہیں کہوں کہ آپ یہاں کے نہیں ' آپ تھرپارکر کے رہنے والے ہیں ' آپ سندھ کے رہنے والے ہیں' آپ فلاں جگہ کے رہنے والے ہیں ' میں آپ کو لاہور اور فیصل آباد میں جگہ نہیں دے سکتا کیونکہ آپ وہاں کے رہنے والے ہیں ۔ یہاں آ جائیں گے تو یہاں چند نوکریاں آپ لے لیں گے ' میرے حقوق کا تحفظ نہیں ہوگا ' لہذا میں آپ کو پاکستانی تسلیم نہیں کرتا اگر اس طرح کے دلائل دے دیئے جائیں تو مجھے بتائیے کہ کل کو پاکستان کے لئے لڑنے کو کون اٹھے گا ' اس کی حفاظت کرنے کے لئے ' اس کا دفاع کرنے کے لئے کون اٹھے گا ؛ تو اس طرح یہ بہت بڑے بڑے تضادات ہیں ۔ کراچی کا مسئلہ بڑا گھمبیر ہے اور اس ہاؤس میں میرا اندازہ ہے ' بالکل صحیح count میرے پاس نہیں ہے ' میرا اندازہ ہے کہ تقریباً ان دس برس میں 40 مرتبہ ہم اس مسئلے پر بحث کر چکے ہیں ' اور دس دفعہ بحث کرنے کے باوجود ' ایک

سینیٹ کی کمیٹی بنانے کے باوجود ، اس سینیٹ کی کمیٹی کی رپورٹ آنے کے باوجود ، تجاویز آنے کے باوجود ، مجھے یاد نہیں کہ ان کی متعدد تجاویز میں سے ایک تجویز پر بھی عمل کیا گیا ہو، اس کو adopt کرنے کی کوشش کی گئی ہو ، implement کرنے کی کوشش کی گئی ہو ۔ کراچی کا مسئلہ ہو یا کہیں اور Law and Order کا مسئلہ ہو ، اس کے لئے چند اقدامات کرنے کی ضرورت ہے ، عملی اقدام کرنے کی ضرورت ہے ، اور اس کے لئے ہم تیار ہی نہیں ہیں۔ ہم حقیقی مسائل کو identify کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ اگر وہ identify ہو جائیں تو ان کو مسائل ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔

جناب چیئرمین ، میں صرف ایک مسئلے پر بات کرتا ہوں چونکہ بات بہت لمبی ہے اور یہ بہت مختصر سے وقت میں ہو نہیں سکے گی باقی issues میں اپنی صدارتی تقریر کے لئے چھوڑوں گا لیکن صرف ایک مسئلے کی طرف میں آپ کو متوجہ کرتا ہوں ہم کہتے ہیں کہ موجودہ الیکشن جو ہوئے ہیں ۱۹۹۳ کے یہ شفاف ہیں ، صاف ہیں ، ایماندارانہ ہیں ، دیانتدارانہ ہیں ، کسی قسم کی مداخلت سے پاک ہیں ، ان سے اچھے الیکشن پاکستان میں کبھی نہیں ہوئے ، یہ کہا جاتا ہے ، لیکن میں کہتا ہوں کہ ان سے زیادہ دھاندلی والے الیکشن کبھی بھی نہیں ہوئے جتنی دھاندلی اس الیکشن میں ہوئی ہے کبھی نہیں ہوئی ۔ اس وجہ سے کہ آپ تصور کریں کہ جس پارٹی سے میں تعلق رکھتا ہوں ، اس کے چھ ممبر ہیں ، نیشنل اسمبلی میں چھ ممبر تین فیصد بنتے ہیں ، اور اسی طرح ۱۹ ممبر ہیں ہمارے صوبائی اسمبلی میں ۔ ہمارے پاس balance تھا ، اور ہمیں سیاسی طور پر اس کا فائدہ ہوا پنجاب کی حکومت ملی یہاں پر چھ ممبر قومی اسمبلی میں تھے تین وزارتیں ملیں۔ آپ تصور کریں کہ کراچی والوں کو اگر بھگایا نہ جاتا ، اور ان کے پاس قومی اسمبلی کی چودہ سیٹیں ہوتیں ، جو یقینی طور پر اگر الیکشن ہوتا تو ان کے پاس ہوتیں تو پاکستان کا صدر ان کی مرضی پر بنتا پاکستان کا وزیر اعظم ان کی مرضی سے بنتا ، قومی اسمبلی کا سپیکر ان کی مرضی سے منتخب ہوتا ۔ نیشنل اسمبلی کا ڈپٹی سپیکر ان کی مرضی سے بنتا

(اور اس موقع پر اذان عصر ہوئی تو جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب نے ہاؤس پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کر دیا)

Mr. Deputy Chairman: Now as you see, one honourable Senator Dr. Muhammad Rehan is left. So, after that you have to do the conclude.

جی جناب طارق چوہدری صاحب۔ نہیں نہیں جس طرح چوہدری صاحب نے ارشاد فرمایا تھا ، اسی پر چلیں گے۔

جناب محمد طارق چوہدری۔ جناب چیئرمین میں ذکر رہا تھا کہ یہ ایسی حقیقت ہے کہ اگر ان لوگوں کو باہر نہ رکھا جاتا تو حکومت بنانے میں ان کا بنیادی کردار ہوتا۔ جس طرح دو پارٹیاں ابھری تھیں' ان میں سے ساری سیاست کا balance جو ہے وہ MQM کے ہاتھ میں ہوتا تو اب انہیں یقینی طور پر سیاست کا رخ ہے اور سیاست کی محرومی دنیا میں سب سے بڑی محرومی ہے۔ اور اپنے سیاسی حقوق حاصل کرنے کے لئے لوگ بہت دور تک چلے جایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ حقیقت جو ہے وہ ماننی چاہیئے۔ اور یہ چیزیں سیاسی حقیقتیں سامنے رکھ کر' پھر کسی ٹیبل پر بات چیت کے لئے بیٹھنا چاہیئے ان حقیقتوں کو تسلیم کئے بغیر ہم جتنا بھی واویلا مچاتے رہیں' جتنا بھی شور مچاتے رہیں' اس کا کوئی حاصل نہیں ہوگا۔ اسی طرح جناب چیئرمین اس کا دوسرا بھی ایک رخ ہے ' دوسرا رخ یہ ہے کہ انسانی دنیا کی تاریخ میں ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں کی سب سے بڑی ہجرت قیام پاکستان کے بعد عمل میں آئی اور جو territory پاکستان کے حصہ میں آئی' جو مملکت بنی ' اور ہندوستان جو بنا ' اس میں رہنے والے مسلمانوں نے جتنی بڑی تعداد میں پاکستان کی طرف ہجرت کی ' وہ ایک ریکارڈ ہے ' بہت بڑی تعداد تھی۔ اور یہاں بسنے والوں نے خاص طور پر پنجاب ' پنجابیوں اور سندھیوں نے جس طرح اپنا دامن واکیا' جتنی وسیع القلبی کے ساتھ خوش آمدید کہا' جس طرح اپنے گھروں کے دروازے کھول دیے' جس طرح ان کے لئے کھانے کا' پینے کا' رہنے کا بندوبست کیا' یہ انسانی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھے جانے والی ایک انمٹ مثال ہے۔ اگر ان تضادات کو ختم نہ کیا گیا' جس طرح میں خود مہاجر ہوں' میرا خاندان بھی مہاجر ہے' جو اُدھر سے اِدھر آیا' لیکن ہم نے اپنے آپ کو کبھی یہاں کے رہنے والوں سے برتر نہیں سمجھا۔ وہ ہمارے میزبان تھے ' مہمان میزبان سے برتر کبھی نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح ہمیں' جس طرح میں کہتا ہوں' کہ ان کی سیاسی حقیقتوں کو تسلیم کرنا چاہئیے' اُس طرح ان کو بھی سیاسی حقیقتیں تسلیم کرنی چاہئیں۔ جب یہ لوگ' سندھ میں بسنے والے interior کے لوگ' جب جناح پور کا نام سنتے ہیں تو یقینی طور پر ان کا دل بیٹھ جاتا ہے۔ اس لیے کہ جتنا بھی یہ کہا جائے کہ کراچی کی port یہ کچھ دیتی ہے ' کراچی سب سے زیادہ ٹیکس دیتا ہے ' یہ حقیقت نہیں ہے۔ کراچی port تو اس وقت سے موجود ہے جب محمد بن قاسم یہاں پر تشریف لائے تھے۔ یہ ہزاروں برس سے یہاں موجود تھی۔ یہ port اس وقت بھی موجود تھی جب شاید اس سر زمین کے اوپر کوئی انسان بستا ہی نہیں تھا۔ لہذا یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ ہم یہ بنا

دیں گے ' یہ کردیں گے تو پورے کا پورا پاکستان landlocked ہو جائے گا۔ نہیں جناب ' مخالفتوں سے تو کوئی بات ہی نہیں بنتی ' کراچی کے ڈیڑھ ' دو کروڑ لوگوں کے پاس تو پینے کا پانی تک نہیں ہے ۔ وہ بھی دریائے سندھ مہیا کرتا ہے ۔ اس طرح آپس میں لڑ کر کوئی چیز کہیں سے حاصل نہیں کی جا سکتی ۔ آپس میں بیٹھنا ہوگا محبت کے ساتھ ' حقیقتوں کو تسلیم کرکے سارا مسئلہ حل کرنا ہوگا۔ ایک تو دونوں کے جو تضادات ہیں ان کو ختم کرنے کے لیے وزیر اعظم پاکستان بےنظیر بھٹو جو مجموعی طور پر اندرون سندھ سے جس طرح لیڈر کے طور پر ہمیشہ آتی ہیں ' وہ ایک حقیقت ہے ' اور اسی طرح الطاف حسین کو آپ نظرانداز نہیں کر سکتے ' وہ ان ممبران کے لیڈر ہیں اُن کو تسلیم کرنا چاہیئے ۔ اس کو اس طرح پروٹوکول کا مسئلہ نہ بنایا جائے کہ جیسے جب بھی کوئی آدمی بھٹو خاندان کو چیلنج کرتا تھا تو بھٹو صاحب کہتے تھے پہلے ان سے لڑو ۔ اس کے بعد ان سے لڑو ' جب سب سے جیت کر آؤ گے تو میری باری آئے گی۔ جناب اس کو پروٹوکول کا مسئلہ نہ بنایا جائے کہ پہلے پرویز علی شاہ صاحب سے بات کرو ۔ اس کے بعد عبداللہ شاہ صاحب سے بات کرو ' جب سب سے بات ہو جائے گی تو پھر دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے ۔ یہ پروٹوکول کا مسئلہ نہیں ہے ۔ اس لڑائی جھگڑے میں اگر اقتدار جائے گا حکومت جائے گی تو جناب ' محترمہ بھٹو کی جائے گی ۔ خرابی ہوگی تو پاکستان کی ہوگی تو یہ پروٹوکول کا مسئلہ نہیں ہے ۔ یہ واقعہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے اندر کوئی بھی ہوں سوائے بےنظیر بھٹو کے کوئی بھی آدمی ' کوئی معاہدہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے ۔ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو اس کو دو ٹوک کہہ سکے کہ میں نے یہ فیصلہ کر دیا ہے لہذا اس پر عمل درآمد ہوگا ۔ کسی کی کوئی حیثیت نہیں ہے جب تک کہ وہ خود فیصلہ نہ کرے ۔ لہذا اگر ان دونوں لیڈروں کو پاکستان کی سالمیت عزیز ہے ۔ اگر ان کو جمہوریت سے کوئی واسطہ ہے اگر یہ اپنے اقتدار اور اپنی سیاسی طاقت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں ' اگر یہ سندھ میں امن و امان قائم رکھنا چاہتے ہیں تو ان دونوں کو بیٹھ کر آپس میں بات چیت کرنا چاہیئے اور ایک دوسرے کے جو بھی حقوق ہیں ان کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ سب سے پہلے تو یہ سیاسی مسئلہ ہے اور جب یہ آپس میں معاملہ طے کر لیں گے تو اگلا مسئلہ پھر administrative ہے اور سندھ کے اندر ' اول تو پورے پاکستان میں administration مکمل طور پر collapse ہو چکی ہے لیکن سندھ میں خاص طور پر گزشتہ ایک عشرے سے administration نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے ۔ سرے شام تھانوں کو تالے لگا

دیئے جاتے ہیں اور خود جن لوگوں نے امن و امان قائم کرنا ہے لوگوں کو تحفظ فراہم کرنا ہے وہ خود اپنے تحفظ کی تلاش کرتے ہیں اور بندوق لے کر اپنے تھانوں کی چھتوں پر چھپ کر بیٹھ جاتے ہیں کہ کوئی تھانے پر حملہ آور نہ ہو تو اگر پورے شہر کا، پورے صوبے کا، امن و امان جن کے ذمے ہے، وہ خود اپنے امن کے لئے، اپنے امن کے قیام کے لئے بھیک مانگتے پھرتے ہیں تو وہ دوسروں کو کیا امن فراہم کریں گے؛ لہذا اس وقت سندھ میں قیام امن کا مسئلہ خالی administation کا مسئلہ نہیں ہے۔ موجودہ administation مجہول قسم کی administration ہے جس کا کوئی وجود نہیں ہے وہ خود تھر تھر کانپتی ہے اور خود اس میں بہت زیادہ تخریب کار گھس گئے ہیں، خود اس میں شامل ہو گئے ہیں۔ یہ ان کا مسئلہ نہیں وہ اس کو حل نہیں کر سکتے۔ لہذا سب سے پہلے ان دونوں کو ایک دوسرے کی سیاسی حقیقتوں کو تسلیم کر کے آپس میں مل بیٹھنا چاہئے اور اس کے بعد ایم کیو ایم، پیپلز پارٹی، جماعت اسلامی، مسلم لیگ ان سیاسی جماعتوں اکٹھے ہو کر اپنے اپنے ایریا تقسیم کر کے، جس طرح وہ چھوٹے چھوٹے کونسلر کے حلقے ہیں ان کو تقسیم کر کے خود وہاں کے رہنے والوں کو اپنی اپنی گلی اور اپنے اپنے محلے کے اندر اپنے تحفظ کا مقامی طور پر انتظام کرنا ہو گا۔ سرکاری طور پر انتظام ہونے کی مستقبل قریب میں کوئی امید نہیں ہے۔ اور یہ واقعہ اس کے بغیر عمل پذیر نہیں ہو سکتا جب تک یہ تین چار کراچی کی بڑی سیاسی جماعتیں آپس میں افہام وتفہیم کر کے اپنے اراکین کے ذریعے gross root level پر، گلی اور محلے کی لیول پر قیام امن کے لئے کوشش نہیں کرتی۔ اور جب تک اس سطح پر حقیقتوں کو تسلیم کر کے practically عملاً کوئی قدم نہیں اٹھایا جاتا اس وقت تک سندھ کی صورتحال میں بہتری کی کوئی امید اور توقع نہیں ہے۔ میں اسی کے ساتھ ہی میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ چوہدری صاحب۔ ڈاکٹر محمد ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ شکریہ جناب چیئرمین! میرے خیال میں آج کے موضوع پر میں آخری سپیکر ہوں اور میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنا ضرور چاہوں گا کہ میں آپ کے اعصاب پر یا اپنے ساتھیوں کے اعصاب پر بوجھ نہیں بنوں گا۔ صرف چند باتیں کہنا چاہوں گا بڑے اختصار کے ساتھ۔

جناب والا! اس سلسلے میں میں نے اپنے دوستوں اور ساتھیوں کی باتیں سنی ہیں یہ جو مسئلہ ہے یہ جو مصیبت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تجاویز بھی میں نے سنی ہیں اور اچھی اچھی مفید قسم کی اورتعمیری قسم کی تجاویز سنتے ہیں لیکن اگر میں خود خاموش رہوں تو میں اپنے اپ کو مجرم یا گناہ گار سمجھوں گا کہ ایوان کا ایک ممبر ہوتے ہونے ایسے قومی مسئلے پر اپنی رائے پیش نہ کروں تو اس سلسلے میں میں نے آپ سے اجازت چاہی اور آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب والا! آج کل جب بھی صبح اخبار اٹھاتے ہیں اور کراچی کے حالات پر نظر پڑتی ہے کہ کتنے لوگ زخمی ہو گئے ' کتنے ڈاکے پڑے ' کتنے فوت ہو گئے تو یقیناً پورے ملک کے ہر شہری کا دل جو ہے اس پر بہت زیادہ رنجیدہ ہو جاتا ہے اور آپ تو کہیں جا رہے ہوں کسی مجلس میں بیٹھے ہوں ' کسی شادی میں بیٹھے ہوں کسی غم یا ماتم میں بیٹھے ہوں تو آجکل سوائے اس کے ' دیگر باتوں کی علاوہ کہ جناب آج مہنگائی نے بڑی حد کر دی ہے ' بیروزگاری نے کی ہے لیکن اس پر سب سے زیادہ کراچی کا مسئلہ نمایاں ہوتا ہے تو سب لوگ کہتے ہیں کہ کراچی تو جل رہا ہے اور وہ ہم سے پوچھتے رہتے ہیں کہ آخر اس کا بنے گا کیا؛ کیونکہ کراچی کو تو سب پاکستانی ایک قسم کا mini Pakistan سمجھتے ہیں ۔ اس میں مجھے یاد ہے جب بھی کسی کا روزگار نہیں ہوتا تھا کسی صوبے کا یا اس کو روزگا نہیں ہوتا تھا یا کوئی تعلیم کے سلسلے میں کیونکہ یہاں سے لوگ جا کر پنجاب سے ' صوبہ سرحد سے شمالی علاقہ جات سے کراچی میں جا کر پارٹ ٹائم کام بھی کرتے تھے ساتھ ساتھ تعلیم بھی حاصل کرتے تھے۔ وہاں پر ملک بھر سے لوگ آتے ہوتے تھے' چاہے جہاں کہیں سے آتے تھے' کونسی زبان بولتے تھے لیکن بھائی چارے ' محبت اور پیار کی ایک فضا قائم تھی ۔ اب جیسے حافظ صاحب نے کہا کہ اب کراچی روشنیوں کا شہر تو نہیں رہا ہے بلکہ تاریکیوں کا شہر ہے ۔میں تو اس کے بارے میں یہ کہوں گا کہ یہ تاریکیوں کا شہر نہیں ہے بلکہ بلاؤں کا شہر بن گیا ہے ۔

جناب والا ! مجھے پچھلے دنوں کراچی جانے کا اتفاق ہوا تھا' وہاں پر ایک تو اخبارات اور دوسرا دیگر ذرائع سے جو مجھے معلوم ہوا ' اس سے میرے دل کو بڑا دکھ ہوا ۔ وہاں اب چھوٹے بچوں نے سکول جانا بھی چھوڑ دیا ہے ۔ سوائے چند ایک علاقوں کے ' خواتین باہر نہیں جا سکتی ہیں ۔ ان علاقوں میں بھی لوگ خوف زدہ ہی نظر آتے ہیں ۔ پاکستان کے ایک بڑے شہر میں' جہاں ہمارے ملک کی زیادہ تر انڈسٹری قائم ہے ' زیادہ تر کاروبار وہاں ہی ہے ۔ بنکوں اور دیگر اہم

اداروں کے head quarters وہاں ہیں ۔ پاکستان کی سب سے بڑی بندرگاہ وہاں ہے ۔وہاں سے پورے ملک کی تجارت ہوتی ہے ۔ اگر وہاں پر ایسی صورت حال ہو' تو اس سے لوگ ضرور رنجیدہ ہوں گے ۔

جناب والا! کراچی کو کسی کی بد دعا لگ گئی یا کسی کی بری نظر لگ گئی' میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہوں گا بلکہ اختصار سے کام لیتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ ماضی کی آمرانہ حکومتوں کی divide and rule کی پالیسیوں کی وجہ سے ایسے ہوا ہے ۔ خصوصاً اس شہر کے شہریوں میں ' جسے میں نے mini Pakistan کہا' جہاں پر ملک بھر کے لوگ رہائش رکھتے تھے' آپس میں نفرت پھیلا دی ۔ آج وہی نفرتیں ہیں جن کی وجہ سے اس قسم کے فسادات اٹھ کھڑے ہوتے ہیں ۔

جناب والا! اس ملک میں ہمیشہ adhocism سے کام لیا گیا ہے ۔ کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی ہے ۔ پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ کراچی میں اتنی زیادہ انڈسٹری concentrate کرنا' جیسے میرے بھائی ڈاکٹر عبدالحئی نے کہا ہے' مناسب نہیں تھا ۔ کیونکہ وہاں پرصنعتوں کے لئے خام مال یہاں سے جاتا ہے' مزدور بھی یہاں سے جاتے ہیں' دیگر ضروریات بھی یہاں سے جاتی ہیں' جس کی وجہ سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں ۔ اگر کراچی کو کراچی ہی رہنے دیا جاتا' جو اہم trades تھیں انہی تک ہی اسے محدود رکھا جاتا تو کراچی کی آبادی اتنی زیادہ نہ بڑھتی اور اتنے مسائل پیدا نہ ہوتے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں آبادی بڑھتی ہے' وہاں پر روزگار کے مواقع کم ہوتے جاتے ہیں۔ اور پھر لوگوں میں آپس میں ایک قسم کی رقابتیں اور ان میں مقابلے شروع ہو جاتے ہیں۔

جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جو کچھ ہو رہا ہے' اس پر زیادہ باتیں کرنے سے خواہ مخواہ وقت ضائع ہوگا ۔ میں تو صرف یہ عرض کروں گا کہ جو کچھ ہو رہا ہے' اس کو ختم ہونا چاہیے۔ یہ خون خرابہ اور قتل و غارت جو ہے' اس کا خاتمہ ہونا چاہیے کیونکہ خدانخواستہ اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو یہ پورے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے ۔

جناب والا۔ انتخابات کے بارے میں طارق چوہدری صاحب نے بجا طور پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے کہ چاہیے تو یہ تھا کہ وہاں کے عوام کو انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت ملتی تاکہ وہ قومی اسمبلی میں اپنے ممبروں کو بھیج سکتے ۔ تاہم میں یہ کہتا ہوں کہ کسی بھی وجہ سے کسی نے انتخابات میں حصہ نہ بھی لیا ہو تو اس کا یہ مقصد نہیں ہونا چاہیے کہ ملک میں جو حکومت

بنتی ہے ' وہ اس کی مہربانیوں سے یا ان کی سرپرستی سے محروم تصور ہوں گے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے ۔ اگر کسی نے انتخابات میں حصہ نہیں لیا تو جو بھی حکومت ہوتی ہے ' میں یہاں بے نظیر کی حکومت یا نواز شریف کی حکومت کا نام نہیں لیتا ہوں ' چاہیے کسی کی بھی حکومت ہو ' اسے وہاں کے عوام کا خیال رکھنا چاہیے ۔ حکومت کی مثال ماں باپ جیسی ہوتی ہے ۔ جیسے ماں باپ ہر بچے کا خیال کرتے ہیں' سب کو برابر سمجھتے ہیں' یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ فلاں بچہ میرے نزدیک ہے اور فلاں نہیں ہے ۔ اسی طرح حکومت کو بھی چاہیے کہ وہ یہ نہ دیکھے کہ کون میرا ہے اور کون پرایا ہے ۔

جناب والا ! کراچی میں ایک سیاسی طاقت موجود ہے ۔ الطاف حسین بلا شک و شبہ ' ان کے لیڈر ہیں اور ان کے رہنما ہیں۔ وہ آج کل ملک سے باہر ہیں ۔ میں اس بات میں نہیں جانا چاہتا ہوں کہ وہ کس وجہ سے باہر ہیں ۔ بہرحال وہ ایک سیاسی قوت کے رہنما ہیں ۔ کراچی کا جو مسئلہ ہے' یہ حقیقت ہے کہ یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے۔ بندوق ' لاٹھی ' فوج کشی' زیادہ پولیس استعمال کرنے اور زیادہ میجسٹریٹ استعمال کرنے سے یہ حل نہیں ہوگا ۔ یہ مسئلہ صرف مذاکرات سے ہی حل ہو سکتا ہے ۔ میں اس سلسلے میں چاہوں گا کہ ہماری وزیر اعظم صاحبہ کو ' اس بات سے بالا تر ہو کر کہ ان کا کس صوبہ سے تعلق ہے ' ان کو ملکی سطح پر ' پاکستانی وزیر اعظم کی حیثیت سے چاہیے کہ وہ الطاف حسین کو مذاکرات کی دعوت دیں' ان سے ملیں۔ اس میں کوئی انا کا یا وقار کا یا کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ میں بحیثیت ایک پاکستانی کے کراچی میں اگر سندھی مر رہا ہے' مہاجر مر رہا ہے یا کوئی اور مر رہا ہے تو وہ سب ہمارے پاکستانی بھائی ہیں۔ وہ ایک پاکستانی کا خون بہتا ہے۔ اگر پاکستان میں فساد ہوتا ہے ' پاکستان کا کوئی شہر جو ہے وہ تباہ ہوتا ہے تو پاکستان کے کاروبار پر خراب اثر پڑتا ہے۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں ان کو دعوت دیں۔ اس کے علاوہ دوسرے لوگ جو جیلوں کے اندر ہیں ان کو بھی دعوت دیں جو باہر ہیں ان کو بھی دعوت دیں۔ دیگر پارٹیوں کو بھی دعوت دیں کہ وہ آ کر ملیں۔ مذاکرات کریں۔ جیسے کہ میرے بزرگ اجمل خٹک صاحب نے کہا کہ الطاف صاحب نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے کہ وہ کراچی کو سندھ سے کاٹ کر کوئی الگ صوبہ بنانا چاہتے ہیں لیکن میں یہ عرض کروں جس طرح محرومیاں اور ناانصافیاں جو ہوتی ہیں وہ انسان میں منفی رجحانات پیدا کرتی ہیں اور انسان کو ایسی طرف لے جاتی ہیں جہاں پر وہ نہیں جانا چاہتا اسی طرح پھر اس

کے جو پیروکار ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اب ہمارے لیے دوسرا راستہ کونسا ہے؟ جناب والا زیادہ عرصہ نہیں گزرا اسی پاکستان کا ایک حصہ مشرقی پاکستان جس کو آج کل بنگلہ دیش کہتے ہیں وہاں پر وہ خود مختاری چاہتے تھے۔ وہ حقوق مانگ رہے تھے۔ لیکن انُ کے جو جائز مطالبات تھے انُ کے جو جائز حقوق تھے۔ ان کو نظر انداز کرکے ان کو ایسے طریقے سے دھکیلا گیا کہ وہ بدقسمتی سے اپنے ہی ملک سے مشرقی پاکستان کٹ گیا۔ تو خدانخواستہ اگر یہی سلسلہ جاری رہا۔ آج فساد ہو رہے ہیں۔ آج کاروبار بند پڑے ہیں یا لوگ خوف زدہ ہیں لیکن یہ جاتے جاتے پورے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ریکارڈ کو درست رکھنے کے لیے، طارق چوہدری صاحب نے کہا کہ پنجاب اور سندھ نے بڑی قربانیاں دی ہیں اور مدینہ کے بعد دوسری بڑی ہجرت مسلمانوں کی تاریخ میں، پاکستان بنتے وقت ہوئی تھی اور اس میں پنجاب اور سندھ نے بڑی قربانی دی ہے۔ جناب بے شک انہوں نے قربانی دی ہے۔ ان کو ہم سلام کرتے ہیں۔ جناب والا جس علاقے سے میرا تعلق ہے اس کو سرکاری طور پر N.W.F.P یا frontier کہتے ہیں لیکن ہم اسے پختون خواہ کہتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہاں پر جو غیرمسلم تھے وہ تھوڑی تعداد میں تھے لیکن وہاں پر جو جائیدادیں کاروبار وغیرہ تھے۔ وہاں کے مقامی باشندوں نے حاصل نہیں کیے۔ آج بھی ریکارڈ دیکھا جائے تو وہیں سے ہمارے جو مہاجر بھائی آئے تھے۔ وہ ان کو مل گئے اور وہ اگر اس کو بیچ کر کہیں اور ہجرت کر گئے تو وہاں پر ایسی بات نہیں ہوئی ہے۔ پورے پاکستان میں بڑے پیار کے ساتھ ان کا استقبال کیا گیا تھا اور ان کے ساتھ ہرقسم کا تعاون کیا گیا تھا اور جو کچھ بھی خدمت ہو سکتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض بھی کروں کہ یہ کہنا کہ جی پاکستان کے بنتے وقت بڑی ہجرت ہوئی ہے۔ یہ موجودہ پچھلے دس بارہ سالوں میں افغانستان کی جنگ کی وجہ سے جو ہجرت ہوئی ہے اور آج بھی لاکھوں کی تعداد میں لوگ یا تو فرنٹیئر میں بس رہے ہیں یا بلوچستان میں۔ تو اس کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے اور اس کا جو بوجھ فرنٹیئر کی معیشت اور اس کے امن و امان بلوچستان کے امن و امان اور دیگر کاروبار پر جو پڑا ہے۔ اس کو بھی ضرور مدنظر رکھنا چاہیئے۔ میں اپنی تقریر اس بات پر ختم کروں گا کہ کراچی کے مسئلے کو بڑی سنجیدگی سے لینا چاہیئے اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں کہ یہاں پر کچھ دوست یہ بھی کہہ رہے تھے کہ ہم سنجیدگی سے اس مسئلے کو نہیں لے رہے ہیں اور ہاؤس کو دیکھیں تو چیئرمین صاحب بھی نہیں ہیں۔ وائس چیئرمین بھی نہیں ہے۔ پچھلے دنوں مجھے پیرس جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں

کر سینٹ کو بھی دیکھا۔ وہاں پر میرے خیال میں تین چار ممبر ہی بیٹھے ہوتے ہے۔ اور یہ تو چلتا رہتا ہے ۔ اسی طرح واشنگٹن ڈی سی میں امریکہ کی جو سینٹ ہے وہاں پر live دکھاتے ہیں ایک دفعہ میں دیکھ رہا تھا۔ صرف چیئرمین تھے اور سپیکر تھے۔ ایک ساتھ ایک دو ممبر بیٹھے تھے۔ ایک تقریر کر رہا تھا۔ تقریر یا باتیں بتانا صرف اس لیے نہیں ہے کہ ممبران صاحبان کے لیے ہیں یہ تو پوری قوم کے لیے ہوتی ہیں ۔ میں تو سمجھتا ہوں بلکہ اس میں کچھ ایسی ترمیم آنی چاہیئے کہ یہ کورم کا معاملہ ہی ختم ہونا چاہیئے ۔ ہمارے جو ممبران ہیں ان سب کو قومی معاملات سے دلچسپی ہے ۔ ضروری کام بھی پڑ سکتے ہیں اور کچھ مجبوریاں بھی ہوتی ہیں ۔ تو ہمیں، میرا خیال ہے، اس کی طرف توجہ دینی چاہیے ۔ اور مایوسی نہیں کرنی چاہیے ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں شکریہ ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی شیخ صاحب ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔محترم چیئرمین صاحب ۔ کراچی کے حالات کے حوالے سے آپ نے سب کی بڑی تفصیلی تقریریں سن لی ہیں ۔ ہم نے بھی اپنی معروضات پیش کیں ۔ مجھے کھڑے ہونے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ آج نیشنل اسمبلی میں ایک کمیٹی بن چکی ہے۔ کمیٹی کی تشکیل یہ ہے کہ چھ افراد پیپلز پارٹی کی طرف سے، باقی چھ افراد نیشنل اسمبلی میں اور پارٹیاں جو ہیں ان میں سے لئے جائیں گے ۔ اس کا term of reference بھی agree کیا گیا ہے وہاں پر ۔ اور اس کمیٹی کو ایک مہینے کی مدت دی گئی ہے کہ کراچی کے حالات کو درست کریں اور جو کچھ بھی انہوں نے کرنا ہے، وہ کریں ۔ میری دو معروضات ہیں۔ نمبر ایک، کہ پہلے تو یہاں جو debate ہم کررہے ہیں، ہمارا مقصد کیا ہے ؟ اس debate کا مقصد کیا ہے؟ اگر ہم یہاں سینٹ میں کوئی تجویز پیش نہیں کرتے، pass نہیں کرتے اور دوسری بات حکومت کو اچھی طرح سےمعلوم ہے کہ قومی اسمبلی میں ہماری یعنی M.Q.M. کی نمائندگی نہیں ہے۔ چنانچہ کراچی کے مسئلے پر اگر سنجیدگی اختیار کرنی ہے اور سنجیدگی سے بات کرنی ہے تو کراچی کے نمائندوں کو، میرا مطلب ہے کہ وہ طبقہ، وہ پارٹی یا وہ گروپ جس کے لئے دنیا کہہ رہی ہے کہ اس سے بات کرو، ان کو بٹھا کر آپ

بات کریں اور اگر آپ اس کمیٹی میں M.Q.M. کو نہیں لیں گے اس کی نمائندگی نہیں ہوگی تو وہ کمیٹی کس کام کی؛ یہاں صرف گفتگو ہوئی ہے لوگوں نے اپنی اپنی معروضات پیش کی ہیں ۔ اپنے خیالات پیش کئے ہیں۔ باقی عملاً جو فیصلہ ہوا ہے وہ قومی اسمبلی میں ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین میں دو وجوہات سے اعتراف کروں گا کہ ایک تو سینٹ کا استحقاق مجروح ہوا ۔ نمبر دو چونکہ متعلقہ پارٹی کی کوئی نمائندگی نہیں ہے ان کمیٹی میں یعنی M.Q.M. کی ۔ جو کراچی کی force ہے ۔ سندھ کے urban علاقوں کی فورس ہے ۔ لہذا میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں اور ہم احتجاجاً واک آؤٹ کریں گے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔اس سے قبل کہ آپ واک آؤٹ کریں میں عرض کرتا ہوں۔۔۔

ملک محمد قاسم ۔دیکھو میں بڑی سخت تقریر کرتا ہوں ۔ ۔۔۔۔۔۔

(مداخلت)

Malik Muhammad Qasim: You have put down a certain suggestion which you did not put down when this debate was going on. You didn't even wait for the reply of the Government and you said," I walk out" which is not fair.

(interruption)

ملک محمد قاسم ۔یعنی یہ پانچ چھ دن یہاں پر debate ہوتی رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب آفتاب احمد شیخ۔جناب والا میں نے لاء منسٹر سے اس بات کا پوچھا ہے۔ کہ جناب۔

Malik Muhammad Qasim: You have made a point of order You have not got an answer and you said, I walk out.

(interruption)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔مجھے بات تو کرنے دیں ۔ آپ نے ارشاد فرمایا سب نے

سنا۔ دونوں side نے سنا ' پریس نے سنا galleries میں بیٹھے لوگوں نے سنا ۔ سب نے سن لیا ہے ------

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ میری بات تو سنیں ۔ آپ ایک دم اپنی بات پر شروع ہو جاتے ہیں ۔ ممکن ہے ---- کچھ صبر کا مادہ تو ہونا چاہیے ۔ ایسے تو نہیں ہونا چاہیے۔ آپ ان کا موقف سن لیں ۔ اس کے بعد بات کریں گے ۔ آپ بے شک walk out کریں، وہ آپ کا حق ہے ۔-------

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ کی بات ہو چکی ۔ ان کی بات سن تو لیں ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب میں نے اس بات کی clarification وزیر قانون سے پوچھی تو انہوں نے کہا -----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تو پھر آپ یہاں بات نہ کرتے ۔

Malik Muhammad Qasim: I did dot know that Law Minister and Sheikh Sahib have talked amongst themselves and they want to bring it before the House.

Mr. Deputy Chairman: If you (Malik Sahib) could kindly throw some light on this issue.

Malik Muhammad Qasim: I shall throw light during my speech, I may accept his offer. Sir, let him sit down and listen to me. This is not the way to conduct the House. The point is that for two weeks the debate has been going on this issue but Shaikh Sahib has never given this suggestion.

(interruption)

Shaikh Aftab Ahmad: Sir, the Law Minister has said that in this

House we are not passing resolution. we are not making any Committee. when he said that then I have got it.

بیگم نسرین جلیل- جناب چیئرمین - اقبال حیدر صاحب نے بیچ میں فرمایا تھا جب آفتاب شیخ صاحب نے resolution پیش کرنی چاہی تھی تو انہوں نے کہا کہ

This will be done at the end of the Speech.

Malik Muhammad Qasim: Sir, what has happened in the last five minutes in this House, I think why we are not comming to any understanding whether on Kararch or on any thing else seems to be the reason which we find here. For the last two weeks there has been a debate going on and not a single suggestion was made to this effect. On the other hand I believe some members on this side of the House have been submitting that there should be a Committee. From this side of the House this suggestion has been given and I am not referring to the other members of the Opposition. I am referring to Shaikh Sahib alone at the moment. They should have the courage to accept the difference of opinion. We talk of democracy, we talk of democratic traditions. We say, there must be a dialogue becuase there is a democracy in the country and then we act democratically also. Sir, a lot has been said from both the sides. Many things have been said which are absolutely correct. One wonders why this is happening within the country. One wonders even if I have prepared to concede and I am prepared to agree when many members on both sides have said that may be it is the enemy agents, people belonging to a different country having different interest in Karachi or for that matter in the rest of Pakistan who may be doing all this, all these killings. Keeping all this into consideration one wonders why this has been happening? What is that ? Why can not we go into the ills

and why can not we sit down and decide how to remove those ills? What are the causes of that? Because this is a thing new therefpre, I will not throw blame on anybody, any particular party or any particular individual or any particular Government. I will not go and say that this was happening much before even when the 1988's elections took place. But I will just refer to the timings not for throwing the blame on anybody. When these riots started in Karachi, at that time there were a few people who were making a noise. At that time this Government was not in power. I am not absolving this Government from any of the responsibility. It is the Government's responsibility to bring normalcy in the country. It is the Government's responsibility to do everything which is possible to see that the Law and Order situation becomes normal within the country. But the point is that no Government can be successful unless the people co-operate and I hear when it is said that it is the People's Party and the MQM which should sit down and decide this, no, Sir. MQM has been in power, People's Party has also been in power and it is not only the problem of the people who live in Karachi or who belong to the MQM or the People's Party. And why only we are talking of Karachi alone at the moment?

The debate is about Karachi. But the way are going, they are now being witnessed in otl r parts of the country also. But as far as Karachi is concerned, these matters were started when People's Party had nothing to do with this. We had boycotted and most of the people who are sitting today or their allies, may be, some Junejo League or some other party, might have been part of the Government at that time also but it is a fact that MQM had a control of that area at that time when these things started. The point is, I am not blaming anyone I was one of those persons who went to Mr. Altaf Hussain nct once, but time

and again: when nobody was prepared to go and talk to the MQM. When nobody a non-Urdu speaking or non-Muhajir was prepared to go and talk to the MQM. When the fight was not between the Sindhis, amongst the Sindhis and the Muhajirs. The fight was started with the Pathans and the Muhajirs. Its started with the Punjabis and the Muhajirs. Punjabis were being killed. The Urdu speaking people were being killed. I means the Muhajirs were being killed. The Pathans were being killed. The children were burnt, so much so that at that time people who are on this side of the House, were not in power at that time but this thing was happening and nobody bothered, and I am talking of all those people, excluding the MQM who are criticising today, and also the rest in the MRD parties. Because there is an MRD party today which sits on that side, the two parties of MRD which sit on that side. At that time it was pointed out time and again that we should do something about it otherwise this would create havoc in the country. Unfortunately, nobody bothered. Nobody cared. I don't blame the Karachities alone in that. I blame the rest of Pakistan. I blame the leadership of Pakistan of that time, when they saw what was happening, nobody tried to know what is the actual reason? Why is this happening? What is the cause behind it? And how to stop it? And it went on increasing, Sir. I don't believe in this that MQM and People's Party should sit down and if I accept that, that would mean that the MQM and the People's Party are responsible for whatever is happening in Karachi. I don't accept that it does not belong to People's Party, but I don't accept that it is only the MQM and the People's Party who are responsibile for this or who can solve this problem. Because I don't believe that it is the People's Party which is doing it there and also that it is the MQM which is doing it either. Somebody is doing and it is the responsibility of

the citizens of Karachi, it is the responsibility of the Government yes, but let us forget about the Government The Government cannot succeed unless the people co-operate. If it was the question of Government, Sir, we would not have lost East Pakistan We would have won in East Pakistan We would have not let the Bengalies do what they did with us over there If it is just a question of Government, the Central Government was also acting against the people over there and the Provincial Government was also acting. But the Government failed In the same way, Sir, the things have reached to that stage in Karachi, where I feel and I stress that all of us, all political parties, not only political parties as has been suggested by Tariq Chaudhry and Eiza , that everybody--- how can I believe that if all the people in each Mohalla whose lives are in danger if they sit down and form committees and see that nothing untoward happens in that area anything is going to happen, I refuse to believe. I refuse to believe that if the people of Karachi cooperate, if the leadership in Karachi and the leadership includes, the leadership, not only of political parties but of businessmen, of labourers, of different other professions which exist there if they form committees and cooperate with the Government over there good Government or bad Government, the Chief Minister has come out---- I am not talking of any protocol or anything like that. I am going to talk of protocal also. Just now, somebody said, I think that Tariq Chaudhry has said that protocol should not be seen. Benazir herself should talk and it is only Mohtarma Benazir Bhutto, if she says anything only then the Peoples Party accepts it. Sir, the first arrangement which took place in 1988 or 1989, it was between the Peoples Party and MQM and it was Mohtarma Benazir Bhutto herself and Mr. Altaf Hussain who decided the matters together. Even then the peace could not remain. Even then the things went on deteriorating. So it is not that it is

only the top leadership of the Peoples Party and the top leadership of MQM--- I agree that unless the top leadership are of that view, unless the top leadership do want that this should happen, their lower leadership will not talk with each other. The Peoples Party and its allies has instructed and the Chief Minister Sindh has come on TV and he has made an appeal and I heard that speech myself. he did not make any allegations against anybody. He sought the cooperation of every body and particularly of the MQM. Why can't we, why can't the citizens of Karachi, why can't the political parties which are in Karachi, why can't the Government itself and the rest of the parties --- we can fight on other things, we can fight on so many things which happen in the country or on which we may differ, but as for as the law and order situation or the life and property of the people in Karachi is concerned, it is the responsibility of all of us. Everybody is interested in it. And if, we are all interested in it, why don't we sit down-- and I demand of the Sindh Government Sir, may be I am from the Government but I still demand as an ordinary citizen of this country, as a Senator in this House that why shouldn't the arms from everybody be taken away. And why should anybody object to that? Whether they are licensed arms or whether they are unlicensed arms. Whether they are prohibited bores or whether they are non-prohibited bores, why should any body complain against that ? Why shou,dany body resist? Mr. Mandohel, was very correct when he objected to what Tariq Chaudhry said that it were Afghans who have brought it or something like that. And he said that the things went from Pindi. Let us not blame each other for that. Let us not blame that we have inherited these things. The things are in this manner today in the country. We are facing this situation. If I say that I inherited it from Punjab, or if I say I inherited it from Martial Law, if I say that I inherited it from Afghans, if I say that I inherited it because of this thing or that

thing. Sir, whatever may be the cause the nation today is confronted with this situation. It is this situation which we have to meet whether I did it or whether Mr. Altaf Hussain did ir or whether the Peoples Party did it or whether the Martial Law did it or whether the Muslim League did it. whether anybody else is responsible for that, everybody is suffering and it is the responsibility of all of us to deal with it and deal it in a manner so that we should succeed. And we cannot succeed Sir, unless and until we sit down together. unless and until we listen to each others point of view. If I have committed any offence, I must be punished for it. If I am keeping arms, they must be taken away from me, whether I am from Peoples Party or whether I am from their allies. There must be wrong people in the Peoples Party There must be w ng people in every political party. There must be wrong people among the people who are not in the political parties.

یہ سمگلر وغیرہ کوئی political parties میں سارے آ گئے ہیں؛ باہر بھی تو ہیں - باہر زیادہ ہوں گے ۔ تھوڑے آنے ہوں گے political parties میں protection لینے کے لئے - کیا یہ ڈاکو اور یہ جو سارے ہیں یہ political parties میں ہوں گے ؛ ہوں گے political parties میں ۔ کئی لوگ ان کو سہارا بھی دیتے ہوں گے - لیکن دوسرے لوگ بھی تو ہیں - اس لئے جناب ، اگر سچ مچ ہم کرنا چاہتے ہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے ۔ بہت اچھی suggestions دی گئیں ۔ بہت اچھی باتیں کی گئیں ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں ۔ میں مانتا ہوں ۔ میں ابھی کہہ رہا تھا۔ I want to repeat کہ ہم کہتے ہیں کہ فلاں کرا رہا ہو گا ۔ کوئی یہاں پر یہ کرنا چاہتا ہے ۔ کوئی یہاں اس کو علیحدہ کرنا چاہتا ہے ۔ کوئی فلاں کرنا چاہتا ہے یا فلاں یہاں پر بندرگاہ بنانا چاہتا ہے ۔ یہاں پر ہندوستان والے جو ہیں وہ یہاں پر RAW کے------

Sir, where was the Indian Raw or where was these people when 1965 war was going on? Did not we at that time here and I have said it once before also. Didn't we have that Indian paratroops landed? Who looked after it? It was not the Armed Services of the country. It was not the security of the forces of Paksitan.

Who were looking after the railway lines from Karachi to Khyber or therailway bridges or the canals or the roads. It were the people of Pakistan. It were the people of Karachi who looked after Karachi Who did not let any enemy agent do anything and now if the enemy is able to procure agents from ourself, we should give a thought as to what are the reasons? Why our people have started indulging in this thing? They had money even at that time. They could get out up. Our enemies could give money to anybody in Pakistan to utilize it but now whether it is Karachi, whether it is Lahore or anywhere else if the enemy does anything, Sir, the enemy purchases people from amongst us and that is done If you think, it is on account of unemployment. Let us think of what we have to do about unemployment If you think, as it is pointed out by many people that Karachi is being overpopulated: If you feel that one of the causes is this that the people from other parts of the country have come down to Karachi Sir, I am not one of those who would say,

کہ سارا پاکستان ، حق ہے میرا کہ میں کراچی میں جاؤں ، حق ہے میرا کہ کراچی کے جو مفادات ہیں وہ میرے بچے بھی حاصل کر سکیں ۔ لیکن اگر میرا ملک ہی نہیں رہتا اور میرے ملک کو نقصان پہنچتا ہے تو اس کے حل کو ڈھونڈنے چاہیے اور بالکل ٹھیک کہا ، ڈاکٹر ریحان صاحب نے کہا ہے یا کس نے کہا کہ adhocism نہیں چلے گا ، پکے فیصلے ہونے چاہییں ، long term فیصلے ہونے چاہییں ، خواہ وہ کوٹہ سسٹم پر ، خواہ وہ کسی اور سسٹم پر ہیں ، یہ صرف جناب ہم بہانے ڈھونڈتے ہیں ۔ میں آپ سے سیدھی بات کروں ------

Either the politicians do it or the people who exploit the country Who are exploiters of this country, I want to know that

Do I go and exploit the Sindhi hari? I don't. The Sindhi Waderas does it and in Punjab I do it. I exploit the Punjabi muzaras. No Sindhi, no Pathan, no Baloch comes there. No Mohajir comes there and tries to exploit the poor people

of Punjab. It is the Punjabies who do it. Sir, when we build roads in punjab it is the Punjabies, whether they are the engineers, or contractors, or labourers or officials who do it, they are all Punjabies and if politicians are also involved, they are also all Punjabies and in the same manner if any road is built in Sindh or anything is built in Sindh, it is the Sindhis who are doing it.

اور وہ کیوں خراب بنتی ہیں پھر؟ وہ جو تھرڈ کلا س کا میٹریل استعمال کررہے ہیں یا وہ specification سے نیچے لا رہے ہیں اور سڑک جو ہے وہ چھ مہینے میں ختم ہو جاتی ہے

I know of a case . There have been many cases in Sindh in which a forty miles roads were shown to have been built and the people who were involved at that time, were gentlemen from Sindh.

وہ ایک نسل ہے ہم میں جو ایک exploiter کی نسل ہے. which is present in Punjab, in Frontier, in Pakhtoonkhawa if they want stick to it, in Baluchistan, in Sindh also. Karachi

کراچی کو میں سندھ کا حصہ سمجھتا ہوں اور اگر اس میں کوئی گڑبڑ کرتا ہے تو کوئی باہر سے آ کرنہیں کرتے ۔ وہ ان کے لوگ کرتے ہیں اور وہ سب ملے ہوئے ہو تے ہیں اور جب پکڑ ے جاتے ہیں یا کوئی سوال آتا ہے یا اور کوئی قصہ آتا ہے تو پھر politics آ جاتی ہے کوئی کہتا پنجاب exploit کررہا ہے کوئی کہتا ہے کہ جی سندھیوں کی حکومت ہے سندھی exploit کررہے ہیں کوئی کہتا ہے جی کہ بلوچوں نے یہ کردیا کوئی کہتا ہے جی کہ پٹھانوں نے یہ کردیا پٹھانوں کا حصہ ہوتا ہے فلاں ہو تا ہے ۔ چونکہ پنجاب بڑا صوبہ ہے اس لئے پنجاب میں زیادہ exploiters ہو ں گے لیکن یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ پنجاب چونکہ بڑا صوبہ ہے آبادی زیادہ ہے اسلئے exploiters لوگ بھی وہاں سے زیادہ ہوں گے اور یہاں ایک exploiters کی کلاس ہے اور ایک exploited کی کلاس ہے ان کو آکر مل کر، اکٹھا کر کے، اکٹھا ہو کر اس بیماری کو ختم کرنے کی کوشش کریں اگر اس کو ہم ختم کرسکتے ہیں تو معاملات ٹھیک ہوں گے۔ جناب ابھی یہاں پر بات ہو رہی تھی میں کسی سے بات کر رہا تھا کسی اپوزیشن کے دوست سے کہ کراچی کا یہ بھی سوچیں کہ کیا پیسہ بنانے والے تو سب کچھ یہ نہیں کر رہے ؟ کیا جو اس ملک کو لوٹتے ہیں وہی تو سب کچھ نہیں کررہے ؟ لیکن جب تک sincerity نہیں ہو گی جب تک ہم یہ نہیں سوچیں گے کہ کس طرح diversify کیا جائے اگر کراچی میں سب کچھ آ گیا ہے صرف یہ کہہ دینا کہ

جناب سارے پاکستان کا بجٹ وہاں سے آتا ہے۔ آتا ہوگا۔ چونکہ سارے پاکستان کا بجٹ پہلے وہاں پہ لگایا گیا تھا ۔اسی طریقے سے اس کو سوچنا چاہئے کہ کس طرح اس کو diversify کیا جانے تاکہ پٹھان اپنے علاقے میں رہے پنجابی اپنے علاقے میں رہے ۔اور آخر میں جناب مجھے دکھ ہوا ہے اس دن بھی میرا جھگڑا ہو گیا

I consider the Biharis to be better Pakistanis than myself . Let me tell you and it is not because this reason . There is a lot of difference in .....

تو یہ کہا جانے ۔ افغان میرے بھائی ہیں افغان کو کوئی تکلیف ہو گی تو وہ مجھے تکلیف ہو گی ۔ وہ میرے بھائی ہیں ۔ لیکن اس کو ملانا نہیں چاہئے ۔اس بات کو کہ افغانوں کا معاملہ بھی وہی ہے اگر بہاری وہاں پہ ہیں تو وہ اس لئے تھے کہ انہوں نے پاکستان پہلے مانگا تھا اور پھر اگر بہاری وہاں پہ رہیں ۔ اور کہتے ہیں چونکہ وہاں ہیں اس لئے ۔ جا کر دیکھیں وہ کس طریقے سے وہاں پہ رہتے ہیں پچھلی تین نسلوں سے کیمپوں میں وہ پیدا ہوئے ہیں اور کیمپوں میں ہی وہ رہتے ہیں ۔ اور ایسے رہتے ہیں جیسے کہ ایک گندے سے گندا اور ذلیل سے ذلیل انسان بھی نہ رہتا ہو ۔ جو وہاں پہ ہیں وہ برداشت اس لئے کر رہے ہیں کہ انہوں نے غلطی کی ہو گی ۔ میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا ۔ چونکہ وہ غلطی most of the west Pakistanis نے ۔ کی تھی اگر مغربی پاکستان مزے میں رہے اگر مغربی پاکستان میں آپ عیش سے رہیں ۔اگر مغربی پاکستان والوں نے جو کچھ بنگال میں کیا وہ معاف کیا جا سکتا ہے تو ان بنگالیوں کا بھی یہی قصور تھا ۔ کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم پاکستان کو اکٹھا رکھنا چاہتے ہیں

They may have been wrong , they may have sided with the wrong people. They may have sided with people who were not considered as good citizen of the West Pakistanis .

یہ ایک حقیقت ہے اور اسی سے سبق حاصل کرتے ہوئے جناب کہ کوئی اگر ایسی تکلیف ہے ۔ بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے پہ پھینکیں ۔ بجائے اس کے کہ ہم کہیں کہ سندھیوں نے یہ کر دیا اور سندھی یہ کہیں کہ مہاجروں نے یہ کر دیا ۔ ہم نفرتیں پھیلا رہے ہیں ایک دوسرے کے خلاف ۔نہ مہاجروں کو سمندر میں پھینکا جا سکتا ہے ۔ اور نہ سندھی اپنی زمین چھوڑ کر جائیں گے ان کا حق ہے وہ نہیں ایسا کریں گے۔

Mr. Deputy Chairman: Malik Sahib please conclude it.

اس لئے آپ سب کو بھائی بننا پڑے گا اور اس بات کو جناب مختصر کریں۔

ملک محمد قاسم ۔ اذان ہو رہی ہے ۔ بس میں اس کو ختم کر رہا ہوں ' بجائے اس کے کہ ہم نفرتیں پھیلائیں ' بجائے اس کے کہ ہم نفرتیں بڑھا بڑھا کر ہر issue کو سیاسی issue بنائیں ۔ میں کئی issues کا نام نہیں لے رہا ہوں ۔

Which were not political issues but they were made political issues. When we are in Punjab we talk for them. When we are outside Punjab we talk against them

آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں' لیکن بجائے اس کے کہ ہر issue کو سیاسی بنائیں ۔ یہ سیاسی issue ہے ۔ سیاسی settlement کرنے پڑیں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ معاشی issue بھی ہے ۔ دوسرے issues بھی ہیں لیکن بجائے اس کے کہ جس لحاظ سے میں کہہ رہا ہوں کہ سیاسی issue نہ بنایا جائے ' بجائے اس کے کہ غلط طریقے سے ایک دوسرے کے خلاف نفرتیں پھیلائی جائیں ۔ بھوکا ہر جگہ بھوکا ہے ۔ آپ پچاس صوبے بنا لیں ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

Sir, I am sorry, I will just take two minutes. When one unit was formed, it was said that it was for the betterment of the people

غریب کے لئے کیا ہوگا؛ جب اس کو توڑ دیا گیا اور صوبے واپس آگئے ۔

I want to know if the poor people in Sindh, if the poor people in Punjab, if the poor people in Frontier and Baluchistan have improved in any manner ? No. Sir, as far as I am concerned, I have 50 Provinces. I am not speaking for Karachi Province. I am talking for my Sindhi friends. But I am just saying that this is not going to help the situation. You may have one province or you may have 50 provinces, unless and until the rights of the people, wherever they may be living, are looked after and they also get benefits from Pakistan. Nothing is going to change and the situation will continue to be wrong. Let us sit together for that.

Let us sit together and form committees and let us try to solve those issues, those problems instead of throwing blame on each other. I would say again Sir, that the arms must be taken away. If anybody has committed, offences they must be punished but there should be no exceptions. There should be no favouritism. Unless and until we get rid of this favouritism and unless and until

آپس میں معافیاں ہوتی ہیں ۔ آپ میں معاف کر دیا جاتا ہے ۔ اگر ہم ہندوستان کو معاف کر سکتے
ہیں، اگر ہم روس کو معاف کر سکتے ہیں ، اگر ہم امریکہ کو معاف کر سکتے ہیں تو پھر ہم اپنے آپ کو
اور اپنے بہن بھائیوں کو کیوں نہیں معاف کر سکتے؛ کیوں ہم بہن اور بھائیوں کی طرح نہیں رہ
سکتے؛ یہی میری معروضات تھیں۔ جناب عالیٰ! ایک کمیٹی بن گئی ہے۔ اگر یہ پہلے کہتے تو ہم سوچ لیتے
کہ کس طرح کرنا ہے۔ اس ہاؤس کی کمیٹی بن گئی ہے۔ اس ہاؤس میں میرا بھی حق بنتا ہے کہ
اس کمیٹی کے پاس جاؤں ۔ میرے بھائیوں کا بھی حق بنتا ہے کہ وہ اس کمیٹی میں جائیں۔ یہ تو
جناب ویسے ہی ہو گا کہ جناب کشمیر کمیٹی وہاں بن گئی۔ یہاں بنی ہی نہیں تھی ۔ پھر یہاں
بنائی اور اس کے بعد مشترکہ بنائی اور اس کے بعد گڑ بڑ ہو گئی اور ناراضگی ہو گئی ۔ ناراضگی کی
بجائے میں وہاں جانے کے لئے تیار ہوں It is not a matter of ego or anything like that. We
will all go there. اور جو بھی بہتری ہو گی۔ اس کے لئے کام کر کے بھائیوں کی طرح اور چونکہ
یہاں بہنیں بھی بیٹھتی ہیں۔ بہن بھائیوں کی طرح بیٹھ کر ہمیں کام کرنا چاہیے ۔

Mr. Deputy Chairman: One minute. Malik Sahib, I want your attention and of this side also. With humble submission to either side, will it not be possible for the both that a member from either side of this House also be made member of that committee which has been formed in the National Assembly. It is my humbly submission. So, will it be better? It is my request.

Malik Muhammad Qasim: We will see to it.

Mr. Deputy Chairman: They will see. They will see. Thank you very much. Item No.3 Syed Iqbal Haider.

ORDINANCES-----LAID

Syed Iqbal Haider: Thank you Mr Chairman. With your permission I lay before the Senate the following Ordinances as required by clause 2 of article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

1. The Special Courts for Speedy Trials (Repeal) Ordinance, 1994 (LXXIX of 1994).
2. The Code of Criminal Procedure (Fifth Amendment) Ordinance, 1994 (LXXX of 1994).
3. The Cotton Standardization Ordinance, 1994 (LXXXI of 1994).
4. The Pakistan Postal Services Corporation Ordinance, 1994 (LXXXVI of 1994).
5. The Decorations (Second Amendment) Ordinance, 1994 (LXXXVI of 1994).
6. The Karachi Port Trust (Second Amendment) Ordinance, 1994 (LXXXVII of 1994).

Mr. Deputy Chairman: Thank you. So, the Ordinacnes stand laid. Now No.11,please move.

MOTION OF THANKS

Syed Iqbal Haider: I move the following motion:

"This House expresses its deep gratitude to the President of Pakistan for his address to both the Houses assembled together on 14th November, 1994."

The debate may start on the next sitting.

Mr. Deputy Chairman: The motion is moved and its discussion will be started in the next sitting.

Syed Iqbal Haider: Sir, there was a joint resolution which was signed by the Leader of the House and the Leader of the Opposition to congratulate the Pakistan's Hockey Team and Paksitan's Cricket Team ...

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ، پوائنٹ آف آرڈر - یہ resolution جو آپ لانے ہیں - اس کے بارے میں آپ سے پوچھنا ہے کہ یعنی کوئی اس کی تائید میں بھی ہے - رسمی تو کم از کم پوچھ لیا کریں -

سید اقبال حیدر ، یہ تو motion ہے - اس پر بحث ہوگی - صرف motion ہے - یہ resolution نہیں ہے -

جناب ڈپٹی چیئرمین ، مندوخیل صاحب motion move ہو گیا ہے -

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ، ذرا آئٹم کو تو دیکھ لیں -

سید اقبال حیدر ، یہ آئیٹم motion ہے - ابھی move ہوا ہے - اس پر بحث ہو گی-

Mr. Abdur Rahim Khan Mandokhel: Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs to move the following motion:

This House expresses its gratitude to the Presidnet of Pakistan

(interruption)

Mr. Deputy Chairman: It has been moved. It has not been passed. That has been moved now and it will be debated, you see. Thank you very much.

JOINT RESOLUTION RE: THE VICTORIES OF PAKISTAN IN THE FIELDS OF HOCKEY, CRICKET, SQUASH AND SNOOKER.

Syed Iqbal Haider: Sir, I only seek permission to move a joint resolution in praise of Pakistan Hockey Team and in praise of Pakistan's Players of Squash and Snookers which has been signed by both the leaders of the House and Opposition and with your permission I will read it.

Mr. Deputy Chairman: Please read it.

Syed Iqbal Haider: The Senate of Pakistan unanimously expresses its deep appreciation at the emergence of Pakistan as a World Leader in the field of sports culminating in the victory of Pakistan Team in World Hockey Championship this week. The Senate noted with appreciation that this victory is the latest in a series of Pakistan's success in Cricket, Squash and Snooker. The victory of Pakistani Team in the World Cricket Troùrnament was followed by Paksitan's success in the three Test Series against Australia. Pakistan's supremacy in the Squash Court was also maintained while new ground was broken when Pakistan's Muhammad Yousaf won the World Amateur Snooker Championship held at Johanesburg. The Senate hereby congratulate Pakistan's Hockey Team the Paksitan's Cricket Team, the World Snooker Champion Muhammad Yousaf and the World Squash Champion Jan Sher Khan. The Senate salutes these sportsmen for the honour they have brought to Pakistan. Their efforts are a source of inspiration for the nation's youth and of joy for the People of Pakistan, young and old.

Mr. Deputy Chairman: I think the resolution, moved by the Law Minister, is acceptable to the House and it is passed unanimously.

حافظ حسین احمد ، جناب ہم کہتے ہیں ۔ اس کو آپ اس طرح کرلیں تاکہ ہم اس پہ
بات کر سکیں تاکہ پتہ چل سکے کہ ہمارے پاس کون کونسے عالمی اعزاز ہیں ؛ کرکٹ ہے ' ہاکی ہے
پانچ ہیں ۔ کرپشن بھی ہمارے پاس ہے ۔ اس کے چیمپئن مرد اول ہیں ۔

Mr. Deputy Chairman: Both the Houses have agreed to this.

(interruption)

Mr. Deputy Chairman: It has been moved unanimously by both sides. Therefore, I think there is no need of debate. So, I think it is passed unanimously.

So, this brings to the conclusion of the today's sitting. The House is now adjourned to meet again on 26th December, 1994, at 4.00 PM.

[The House then adjourned to meet again at 4 O'clock in the evening on Monday, the 26th December, 1994]

PCPPI—4499(97) Senate—17-11-97—180.